فنِ شاعری
علامہ اخلاق حسین دہلوی
کتب خانہ انجمن ترقی اردو
۴۱۸۱ - اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

فنِ شاعری

مُصنّف

علّامہ اخلاق حسین دہلویؒ

کتب خانہ انجمن ترقّی اردو، جامع مسجد دہلی ٦

نام کتاب	....	فن شاعری
مصنف	....	علامہ اخلاق حسین دہلویؒ
صفحات	....	۱۶۰
مطبع	....	ایم۔کے۔آفسیٹ پرنٹرز، دہلی
تعداد	....	ایک ہزار
طبع اوّل	....	۱۹۵۴ء
طبع دہم	....	جدید ایڈیشن ۲۰۰۶ء
قیمت	....	۷۰ روپے

Fan-e-Shairee

by

Allama Akhlaq Hussain Dehlvi

First Edition: 1954 Tenth Edition: 2006

Pages-160 Price: Rs70/-

Printed at: M.K. Offset Printers Delhi

Published by

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی ۶

Kutub Khana Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu

4181, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-10006 Ph-23276526

Email-kkatu@indiatimes.com

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ا۔ پیشِ نظر کتاب فن شاعری دراصل ترجمہ حدائق البلاغتہ کے حدیقہ سوم و چہارم (علم عروض وعلم قافیہ) کی تحلیل ہے۔ تحلیل سے مراد یہ ہے کہ اقتضائے حال کے مطابق توضیح طلب امور کی تشریح کی گئی ہے حسبِ ضرورت اضافہ وترمیم کو بھی روا رکھا گیا ہے ورنہ عموماً اختصار و جامعیت سے کام لیا گیا ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ابتدا میں ایک مقدمے کا اضافہ کیا گیا ہے جو اُردو عروض کی اہمیت پر بنی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ اُردو عروض نہ صرف ہندو مسلم اتحاد کی یادگار ہے بلکہ وہ بین الاقوامی روابط سے علاقہ رکھتا ہے۔

۲۔ تقطیع کی مشکلات میں سے ایک اہم مشکل حروف کا گرنا یا دب کر نکلنا اور کھینچ کر پڑھا جانا ہے۔ اس بات میں تفصیل سے کام لیا گیا ہے اور حتی الامکان اس قسم کے متعدد الفاظ کو مختلف ذیلی عنوانات کے تحت جمع کر دیا گیا اور انکی بدلی ہوئی صورتیں بھی بتا دی گئی ہیں۔ فنِ عروض حاصل کرنے کے لیے ان سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ جس کے بغیر کامل مہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۔ بحروں کے ساتھ ساتھ عام عروضی کتابوں میں تمثیلی اشعار بھی ہوتے ہیں اور ان کی تقطیع بھی ہوتی ہے۔ لیکن گرنے یا دب کر نکلنے اور کھینچ کر پڑھے جانے والے حروف جو شکل اختیار کرتے ہیں ان کی تشریح نہیں ہوتی جس کی وجہ سے تقطیع سیکھنا تو درکنار ایک مبتدی کے لیے اس کا سمجھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کمی کو بھی رفع کر دیا گیا ہے اور تقطیع کے ذیل ہی میں تشریح بھی لکھ دی گئی ہے۔ اس سے تقطیع کرنے کی جرات بھی پیدا

ہوتی ہے اور صلاحیت بھی ترقی کرتی ہے۔

۴۔ ہر بحر کے آخر میں تقطیع کے لیے مشقیہ اشعار بھی دیئے گئے ہیں اگر ہاتھوں ہاتھ ان کی بھی تقطیع کر لی جائے تو تقطیع میں کامل مہارت پیدا ہو سکتی ہے۔

۵۔ مثنوی کے لیے سات وزن مخصوص ہیں۔ جو ترجمہ حدائق البلاغتہ میں نظر انداز ہو گئے ہیں لہٰذا اس کمی کو بھی رفع کر دیا گیا ہے اور ایک علیحدہ عنوان کے تحت انھیں بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

۶۔ اُردو عروض کی کتابوں میں ان بحروں کو وضاحت کے ساتھ نہیں بتایا جاتا جو ہندی اور اُردو عروض میں مشترک ہیں۔ مگر اس کتاب میں انھیں بھی ایک عنوان کے تحت شامل کر دیا گیا ہے۔ جو عہدِ حاضرہ کا نایاب تحفہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ آخر میں شعر گوئی کے قاعدے بھی لکھ دیئے گیئے ہیں تاکہ جنھیں شعر کہنے اور شاعر بننے کا شوق ہو وہ ان قاعدوں کی مدد سے اپنا شوق پورا کر سکیں اور اچھے شاعر بن جائیں۔

بہرحال اس تحلیل کو حالات حاضرہ کے مطابق ترتیب دینے اور مفید بنانے کی کوشش کی ہے خدائے پاک اسے بھی مقبول فرمائے۔ آمین

آخر میں یہ ذکر خیر بھی مناسب محل ہوگا کہ یہ کتاب محترم منشی نیاز الدین صاحب (کتب خانہ انجمن ترقی اُردو دہلی) کی فرمائش سے اور طلبہ کی ضرورت کے پیش نظر مرتب ہوئی ہے جس کی نقل اور جس کے مقابلے میں میرے عزیز شاگرد شری یوگندر پال صاحب تیرؔ اور عبدالرحمن صاحب نے میرا ہاتھ بٹایا جس کا میں ممنون ہوں۔

جون ۱۹۵۳ء

مقدمہ

اُردو عروض کی اہمیت

شعر و شاعری سے لگاؤ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ خواہ کسی زبان کا ادب ہو جو زندگی کی حقیقتوں کا آئینہ ہے۔ شعر و شاری سے خالی نہیں ہے۔ شعر شاعری کے قاعدے (عروض) زبان کی ساخت اوراس کی فطرت کے مطابق ہوتے ہیں۔ [1] جو اکثر دوسری زبان کے عروض سے الگ اور بعض ملتے جلتے ہوتے ہیں خصوصاً جن زبانوں کے بولنے والے آپس میں ملتے جلتے رہتے ہیں۔ [2] ان کے بعض قاعدوں میں ہم رنگی اور یکسانی کا ہونا اور بعض میں نہ ہونا انسانی فطرت کی نیرنگی اور ہم آہنگی کا کھلا کرشمہ ہے۔

بہر حال اُردو آریائی زبان ہے۔[3] جو شورسینی پراکرت کی پر پوتی۔ مغربی ہند کی پوتی اور دلی بھاشا کی بیٹی ہے۔ اور فارسی اور ہندی کے میل ملاپ سے بنی ہے جس کی تمام بنیادی چیزیں خالص ہندی ہیں۔[4] یعنی سارے فعل جن پر جملے کا دارو مدار ہے ہندی ہیں۔ ضمیریں ہندی ہیں۔ حروفِ جار ہندی ہیں۔ حروفِ ربط ہند ہیں۔ صرف ونحو کے قاعدے ہندی ہیں۔ محاورے روز مرّہ تمثیلیں اور بہ کثرت الفاظ ہندی ہیں۔ البتہ کچھ تشبیہیں ہیں۔ استعارے۔ تلمیحیں مضامین۔ خیالات اور الفاظ فارسی عربی بلکہ انگریزی اور پرتگالی کے بھی ہیں۔

گویا کہ ہماری زبان کئی زبانوں کی خوبیوں کا سدا بہار گل دستہ ہے۔ اگر چہ بنیادی چیزیں سب آریائی ہیں۔

---

[1] کیفیہ صفحہ ۳۱۴ بحوالہ تلخیص عروض صفحہ ۶۵، [2] شعر الہند جلد دوم صفحہ ۴۱۷، [3] کیفیہ صفحہ ۳۱۴، [4] تاریخ ادب اُردو صفحہ ۲

اس اعتبار سے اُردو کی شاعری کے بعض قاعدوں کا خالص ہندی اور بعض کا خالص عربی فارسی اور بعض کا ملا جلا ہونا قرین قیاس اور فطری چیز ہے۔

ابتدا میں چھند یا پنگل کی بحریں اور خصوصاً دوہروں کی بحریں خوب برتی گئیں۔ چناں چہ اُردو کے قدیم شاعروں کا کلام زیادہ تر ان ہی بحروں میں ہے۔ اور صدہا سال یہی رنگ رہا اور اب بھی کچھ موجود ہے۔ [1] چناں چہ یہ وزن **فاعلن فاعلن فع** یا اس جیسے اور وزن پنگل ہی سے لیے گئے ہیں بلکہ جو وزن ہندی عروض سے تعلق رکھتے ہیں اُردو شاعری میں وہی زیادہ شیریں سمجھے جاتے ہیں۔[2]

بعض بحریں ایسی ہیں جو ہندی میں بھی ہیں اور عربی فارسی میں بھی مثلاً بحر رمل اُسے ہندی میں ہری گیت چھند کہتے ہیں۔[3] بحرِ متدارک اسے ہندی میں تر بھنگہ کہتے ہیں۔ بحر متقارب اسے ہندی میں بھجنگ پریات کہتے ہیں۔ بحر سریع اسے ہندی میں چوپائی کہتے ہیں۔[4] اور یہ بحریں اُردو میں خوب چلتی ہیں۔

ان کے علاوہ بعض بحریں خالص عربی فارسی کی ہیں۔ جو اُردو میں برتی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے وہ بحریں جن میں ارکان کم ہیں اور جنھیں چھوٹی بحریں کہتے ہیں زیادہ پسند کی جاتی ہیں۔ اور مقبول ہیں۔[5] اور یہی نہیں کہ عربی فارسی کی بحروں کو جوں کا توں اختیار کرلیا گیا ہے۔ بلکہ ضرورت اور ذوق کے مطابق ان میں ترمیم بھی کی گئی اور ردّ و بدل بھی کیا گیا ہے۔ چناں چہ بعض بحروں میں اتنی ترمیم ہوگئی ہے کہ ان کی صورت ہی بدل گئی اور وہ بالکل نئی معلوم ہونے لگتی ہیں۔[6] اور بعض ترک کر دی گئی ہیں۔

الغرض یہ بحریں اوّل تو ہندوستانی شاعروں کے ذوق سے قریب تھیں پھر ان میں ترمیم بھی کرلی گئی اس لیے قریب سے قریب تر ہوگئیں اور ہندوستانی فطرت کے سانچے میں ڈھل گئیں۔[7] لہٰذا ہندو اہلِ کمال نے بے تکلّف انھیں اپنا لیا اور بے تکلّف غزلیں کہنے لگے اور کیوں نہ کہتے اور کیوں نہ اپناتے یہ علم کے پروانے تھے تنگ نظر اور کم ظرف نہ تھے۔

میں ایسے دو بزرگوں کا کلام پیش کرتا ہوں جو اُردو شاعری کے باقاعدہ شروع ہونے سے بہت پہلے ہوگزرے ہیں۔ ان میں سے ایک ہیں منشی پیارے لال شوقیؔ جو عہد جہانگیری کے

---

[1] آبِ حیات صفہ ۱۷ [2] کیفیہ صفہ ۳۱۶ بحوالہ تلخیص عروض صفہ ۲۷ [3] کیفیہ صفہ ۳۱۶ [4] بحر الفصاحت صفہ ۱۲۶
[5] تاریخ ادب اُردو صفہ ۲۱ [6] ایضاً صفہ ۱۳ [7] شعر الہند جلد دوم صفہ ۴۱۱

صاحبِ کمال بزرگ ہیں۔ [1] ان کی ایک غزل کے دوشعر نقل کیے جاتے ہیں۔ایک مطلع اور ایک مقطع ۔

جن پیم رس چا کھا نہیں امرت پیا تو کیا ہوا
جن عشق میں سرنا دیا جو جگ جیا تو کیا ہوا
مارگ بسی سب چھوڑ کر دل تن سے تین خلوت پکڑ
شوقؔی پیارے لال بن سب سیں ملا تو کیا ہوا

لفظ منھ سے پڑے بول رہے ہیں کہ وہ عہد قدیم کی یادگار ہیں۔بحر دیکھیے تو وہ خالص عربی ہے۔جس کا نام بحرِ رجز اور جس کا وزن ہے مُستَفعِلُن چار بار۔

دوسرے بزرگ ہیں رائے پنڈٹ چندر بھان برہمن ۔ [2] یہ شاہجہاں کے دربار کے میر منشی تھے۔ان کی بھی ایک غزل کے دوشعر نقل کیے جاتے ہیں۔ایک مطلع اور ایک مقطع ۔

خدا نے کس شہر اندر ہمن کو لائے ڈالا ہے
نہ دل بر ہے نہ ساقی ہے نہ شیشہ ہے نہ پیالا ہے
برہمؔن واسطے اشنان کے پھرتا ہی بگیاسیں
نہ گنگا ہے نہ جمنا ہے نہ ندی ہی نہ نالا ہے

ان اشعار کی بحر بھی خالص عربی ہے اس بحر کا نام ہے بحرِ ہزج اور اس کا وزن ہے مَفاعیلُن چار بار۔کلام کی پختگی۔الفاظ کی برجستگی۔زبان کی روانی اور صفائی کامل مشاقی کا پتہ دے رہی ہے۔یہ بزرگ ہیں جن کے دم سے اُردو شاعری کا چراغ روشن ہوا اور ان کے نام کو بھی ہمیشہ کے لیے روشن کر گیا۔

ان کے ہم عصر اُردو کے مسلمان شاعر اگر ہیں بھی تو پردہ گم نامی میں۔ولؔی اورنگ آبادی جو اُردو غزل کے بابا آدم ہیں۔ان بزرگوں سے تقریباً ایک ڈیڑھ صدی بعد ہوئے ہیں۔ [3]

بہر حال یہ مسلہ بالکل صاف ہے کہ ہندوستان کے ہندو اہل کمال نے فارسی عربی عروض کو

---

[1] بحر الفصاحت صفحہ ۲۸ بحوالہ خم خانہ جاوید لالہ سری رام [2] خم خانہ جاوید جلد اول صفحہ ۵۷۵،۵۷۴،

[3] کیفیہ صفحہ ۲۴

اپنانے میں ذرا بھی تامل نہ کیا بلکہ سبقت کی اور علم نوازی کی شان کو دوبالا کر دیا اور ایسا ہی کیا جیسا کہ اس سے پہلے اور بعد کے مسلمانوں نے ہندی موسیقی، ہندی شاعری اور ہندی عروض کے ساتھ کیا تھا۔ ١

اس نو وارد عروض کی مقبولیت کا ایک سبب اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ہر نئی چیز کچھ بھلی لگتی ہے اور دل اس کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ یہ بھی اہلِ ہند کے لیے نئی چیز تھی اور ان کے ذوق کے منا سب تھی۔ اس لیے انھیں بھلی لگی اور سہل معلوم ہوئی لہٰذا انھوں نے اسے اپنایا اور خوب اپنایا۔
اس کے علاوہ ایک سبب یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ پنگل یا چھند کے قاعدے چوں کہ کافی دقیق اور مشکل ہیں۔ ٢ اور پدوں اور ماتراؤ کے ہیر پھیر سنبھالے نہیں سنبھلتے بلکہ بڑی مشاقی اور محنت چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس دشواری نے طبیعتوں کا رخ اُدھر سے اِدھر پھیر دیا اور نو وارد عروض اپنا یا جانے لگا۔ ورنہ بڑی مدّت تک ہندی بحریں چلتی رہیں اور ان ہی میں پدمادت جیسی بڑی بڑی نظمیں لکھی گئیں اور شعر کہے گئے اور ان کے مصنف بھی مسلمان ہی تھے۔ ٣
اس باب میں یہ بھی ایک اچھا اضافہ ہوگا کہ یہ کھوج لگایا جائے کہ فطری یکسانیت کا اثر ہمارے عروض پر کہاں تک ہے؟
اتنا ہمیں معلوم ہی ہے کہ عربی عروض کا موجد خلیل بن احمد ہے جو آٹھوی صدی عیسوی (۷۱۲ء تا ۷۸۶ء) میں مشہور عالم گزرا ہے۔ وہ زمانہ ہے جب مسلمان عراق و ایران شام و فلسطین، مصر و بربر، اسپین و یونان اور روم سے گزر کر فرانس کے ایک تہائی حصے پر قابض ہو چکے ہیں اور ملک سندھ بھی ان کی ملکت میں آچکا ہے۔ ٤ علم کی روشنی پھیلنے لگی ہے۔ دوسرے ملکوں سے تعلقات بڑھنے لگے ہیں اور عربی لغات نئے الفاظ کا اضافہ ہونے لگا ہے۔
کہا جاتا ہے کہ خلیل بن احمد یونانی زبان سے واقف تھا۔ اور اسے عربی عروض کی ایجاد میں یونانی عروض سے مدد ملی۔ یونانی ارکان کو ایدی اور ارجل کہتے ہیں۔ ان ہی دونوں اصطلاحوں سے خلیل نے زِحاف کے نام مقرر کیے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عربی عروض، یونانی عروض سے بنا ہے لیکن دراصل یہ نتیجہ نہیں بلکہ ایک طرفہ فیصلہ ہے کیوں کہ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اسے ہندی اشعار اور ان کے اوزان کا بھی علم تھا۔ ٥ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے

---

١ غبارِ خاطر صفحہ ۳۱۹ تا ۳۳۶ ٢ کیفیہ صفحہ ۳۱۴ ٣ آبِ حیات صفحہ ۱۸ ٤ تذکرۃ الکلام صفحہ ۲۶
٥ کتاب الہند البرونی جلد اول صفحہ ۱۹۴

فارسی اشعار اور ان کے اوزان کا بھی علم ہو اور اگر چہ فارسی شعر و ادب کا سرمایہ سکندر یونانی کی لوٹ مار کے ہاتھوں خاک میں مل گیا تھا اور فارس مدتوں یونان و اسپارٹا کے تمدن سے دبا رہا لیکن اس ملے جلے تمدن کی یادگار جو کلام ملتا ہے وہ بھی بہت قدیم اور خلیل بن احمد کی پیدائش سے کئی صدی پہلے کا ہے۔ ایک قدیم شعر وہ ہے جس کا پہلا مصرع بہرام گور کا اور دوسرا اس کی محبوبہ دل آرام کا بتایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ [۱]

منم آں پیل دمان و منم آں شیر یلہ (بہرام)
نام بہرام ترا او پدرت بو جبلہ (دل آرام)

بہرام گور پانچویں صدی عیسوی (۴۳۰ء تا ۴۳۲ء) کا مشہور ایرانی بادشاہ ہے۔ [۲]
دوسرا شعر وہ ہے جو قصر شیریں کے کتبے میں کندہ تھا اور وہ یہ ہے۔ [۳]

ہژ برا بگیہاں انوشہ بزی جہاں را نگہ باں و نوشہ بزی

خسرو پرویز چھٹی صدی عیسوی کا مشہور ساسانی بادشاہ ہے۔ [۴] اور شیریں اس کی محبوبہ تھی۔
گویا کہ یہ دونوں شعر خلیل بن احمد سے صدیوں پہلے کے ہیں مگر عربی عروض کے اعتبار سے ان دونوں کی بحریں خالص عربی ہیں۔ بہرام کے شعر کا وزن ہے۔

فَاعِلا تُن۔ فَعِلا تُن۔ فَعِلا تُن۔ فَعِلُن

اور یہ بحر رمل کا ایک وزن ہے۔ اور اس بحر کا نام ہندی میں ہری گیت ہے۔ دوسرے شعر کا وزن ہے۔ **فَعُولُن۔ فَعُولُن۔ فَعُولُن۔ فَعَل**

یہ بحر متقارب کا ایک وزن ہے اور اس بحر کا نام ہندی میں بھجنگ پریات ہے۔
الغرض اس تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ عربی عروض پر صرف یونانی کا ہی نہیں بلکہ ہندی اور ایرانی اثر بھی ہے۔ یا یہ کہ ایرانی اور عربی دونوں عروض یونانی عروض سے اثر پذیر ہیں۔ یا اس کے برعکس ہے کہ یہ تینوں عروض ہندی عروض سے نکلے ہیں۔
بہر حال کچھ بھی ہو اب ذرا ہندی عروض کا بھی جائزہ لینا چاہیے تاکہ صحیح نتیجے پر پہنچ سکیں۔ کیوں کہ جتنی چھان بین کی جائے گی اور احتیاط سے کام لیا جائے گا۔ اتنا ہی صحیح نتیجہ برآمد ہو سکے گا۔

---

[۱] تذکرہ دولت شاہ سمرقندی صفحہ ۲ [۲] ایرانی بہ عہد ساسانیاں صفحہ ۳۴۲، [۳] آثار الامراض، [۴] ایران بہ عہد ساسانیاں صفحہ ۵۱۸

ہندی عروض جس سے مراد مقدس سنسکرت کا عروض ہے جسے چھند کہا جاتا ہے اور جو بعد ازاں پنگل کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ بھی خلیل بن احمد سے صدیوں پہلے کا ہے البیرونی جو عربی فارسی عبرانی (یونانی) سریانی اور سنسکرت کا بڑا فاضل اور جوتشی گزرا ہے۔ دسویں صدی عیسوی میں ہندستان آیا اور سنسکرت وغیرہ تمام ہندی علوم سکھے اور تمام ہندستانی علوم وفنون پر نہایت مستند کتاب لکھی۔[1] جس کا نام کتاب الہند ہے۔ اس کی رائے ہے کہ پد کے متعلق یونانی طریقہ بھی وہی ہے جو ہندستانیوں کا ہے۔[2]

وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ جس طرح عربی اشعار عروض اور ضرب دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔[3] اسی طرح ہندی اشعار بھی دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں جن کے ہر حصے کو رجل یعنی پد کہتے ہیں۔ اور یونانی بھی ان حصوں کو رجل ہی کہتے ہیں۔[4] اس کے علاوہ عربی اور ہندی عروض کی باہمی مشابہت اور یکسانی کی اور بھی کئی صورتیں لکھتا ہے۔ مثلاً

لگ (لگہ)	ایک ماترا	عربی میں سببِ خفیف ہے
گرد	دو ماترا	عربی میں سببِ ثقیل ہے

القاب عربی میں افاعیل یا ارکان ہیں غرض کہ ساکن ومتحرک کی صورتیں بھی دونوں جگہ یکساں ہیں نیز وزن میں حروف کے شمار کا قاعدہ بھی یکساں ہے۔ یعنی صرف وہی حروف شمار کیے جاتے ہیں جو بول چال میں آتے ہیں خواہ وہ لکھے ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔

یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہندستان میں بھی یونانی تمدن اپنی جھلک دکھا چکا ہے اور ٹیکسلا میں اس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔

الغرض یہ مختصر سا خاکہ ہے اس معلومات کا جو ایک زبان کو دوسری زبان کے عروض سے جا ملاتی ہے اور فطری یکسانیت کا پتہ دیتی ہے۔

خلیل بن احمد ایک بڑا فاضل اور علمِ نحو اور علمِ لغات کا بہت بلند پایہ عالم اور بہت بڑا استادِ فن تھا علم کے نشے میں چور اور ایسا قانع اور خوددار تھا کہ جھونپڑی میں رہتا روکھی سوکھی کھاتا تنگی ترشی سے بسر کرتا تھا۔ بادشاہ اسے بیش بہا نذرانے بھیجتے مگر قبول نہ کرتا وہ طلب کرتے مگر نہ

---

[1] کتاب الہند جلد اول (مقدمہ)، [2] ایضاً صفحہ ۱۹۷، [3] ان اصطلاحوں کی تعریف کتاب ہذا کے صفحہ ۲۷ پر درج ہے، [4] کتاب الہند صفحہ ۱۸۹، ۱۸۴، ۱۸۲

جاتا اور علمی استغراق و محویت کو چھوڑنا گوارا نہ کرتا تھا۔

وہ ادیب بھی تھا شاعر بھی تھا بلکہ بلند پایہ مفکر بھی تھا اور وہ ان ادیبوں اور شاعروں سے بہت آگے تھا جن کا ادب صرف ان ہی کے زمانے کی خصوصیت کا حامل ہوتا ہے بلکہ اس کی نظر بہت تیز اور تہہ کو پہنچنے والی تھی۔ اس کی قوتِ فکر بہت بلند تھی اور مستقبل کا آئینہ تھی۔

اس کے پہلو میں ایک دردمند دل تھا اس کا عمل بتاتا ہے کہ وہ دلوں کو ملانے اور سب کو ایک زبان دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ یہ بہت ہی نیک کام ہے اور بڑی دوراندیشی کی بات ہے۔ وہ انسانی فطرت سے آگاہ اور انسانی کیفیات کا ماہر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنے علم وفضل سے کام لیا اور بہت بڑا کام اس نے شاعری کے لیے ایسے وزن تجویز کیے جو انسانی فطرت کے موافق پڑے اور اس نے مخلوق کی یہ بہت بڑی خدمت انجام دی اور بہت بڑی ضرورت پوری کی کہ سب کو ہم آہنگ ہو جانے کی راہ نکالی اسی لیے اسے اپنے ہی زمانے میں مقبولیت نصیب ہوئی جو آج تک قائم و برقرار ہے۔ حالاں کہ ترقی کی رفتار روز بروز آگے بڑھتی جارہی ہے مگر بارہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی اس کی مقبولیت میں ذرا فرق نہیں آیا۔

اس کا یہ کام ایسا اہم اور انسانی فطرت سے کچھ ایسا مناسب واقع ہوا کہ ایشیا اور افریقہ ہی تک محدود نہ رہا بلکہ دوسرے براعظموں تک پھیلا۔ کوئی متمدن ملک ایسا نہیں جو خلیل کی اس ایجاد سے واقف نہیں اور وہاں کے مشرقی علوم کے عالم اس سے بے نیاز ہوں یہ مقبولیت خداداد ہے جو کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ بارہ سو برس گزر چکے مگر وہ آج بھی بین اقوامی شہرت کا مالک ہے اور اس کے کمال کا سکہ دلوں پر بیٹھا ہوا ہے۔

الغرض اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ خلوص اور نیک نیتی سے مخلوق کی بہبودی کے واسطے جو کام کیا جاتا ہے اسے ثبات اور قرار حاصل ہوتا ہے اور مخلوق اس سے سالوں نہیں قرنوں فائدہ اٹھاتی ہے۔

دنیا میں چراغ سے چراغ جلتا ہی چلا آیا ہے اور ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتا ہی رہا ہے۔ پھر اگر خلیل بن احمد نے ہندی یا یونانی سے فائدہ اٹھایا تو کیا عیب کیا اور اگر ہم اپنی فطرت کی مناسبت کے مطابق اس سے فائدہ اٹھائیں تو کیا مضائقہ ہے اور کیا عیب ہے۔

بہر حال جہاں تک فطری مناسبت کا تعلق ہے ایرانیوں نے اسے اپنایا اور جو بحریں ان کے ذوق پر گراں تھیں انھیں یک قلم ترک کر دیا اور بعض بحروں میں ایسی ترمیم کی کہ وہ بالکل نئی بن گئیں۔ یہی عمل ہندستان میں ہوا اور اس طرح نتھرا نتھرایا اور صاف ستھرا فن ہمارے حصے میں آیا۔

ہم بھی اس تخم سے نئے برگ و بار پیدا کر سکتے ہیں۔ اور زمانے کی ضروریات کے مطابق رد و بدل کر سکتے ہیں۔ یہ ہمیں اختیار حاصل ہے۔ اور کسی کو چوں چرا کا حق نہیں البتہ یہ ہماری لیاقت اور صلاحیت پر بنی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کی محنت کی قدر کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں یا اسے حقیر سمجھیں اور ٹھکرا دیں۔

الغرض یہ ہیں وہ تاریخی شہادتیں جو مونھ سے بڑی بول رہی ہیں اور اُردو عروض کا حق اور اس کی فوقیت جتا رہی ہیں اور ہر صاحبِ کمال سے اپنا لوہا منوالیتی ہیں اور غالباً یہی حقائق مسٹر بوترس کے ذہن نشیں تھی جن کی بنا پر انھوں نے مولوی امام بخش صہبائی سے حدائق البلاغتہ کا اُردو میں ترجمہ کرایا۔ [1]

مسٹر بوترس بڑے علم دوست اور مشرقی علوم کے مربی تھے اور دلی کالج میں پرنسپل تھے۔ [2] مولانا صہبائی بھی دلی کالج میں فارسی کے معلم اول اور اپنے عہد کے مشہور انشاپرداز تھے۔ [3] اور کئی کتابیں ان کی یادگار ہیں لیکن جو مقبولیت ترجمہ حدائق البلاغتہ کو نصیب ہوئی وہ کسی کو نہ ہوئی یہ کتاب آنے والے عروضی اہلِ قلم کے لیے نشانِ راہ ثابت ہوئی اور آج تک کار آمد بھی ہے۔ مفید اور مستند بھی ہے اور اکثر امتحانات کے نصاب میں داخل ہے۔

اس کتاب کا تیسرا حصہ یا حدیقہ علم عروض پر ہے۔ جو ایک مستقل کتاب ہے اور عروض پر اُردو میں یہ پہلی کتاب ہے اس کے بعد اس موضوع پر اُردو میں جس قدر کتابیں لکھی گئیں ان کے مصنف دراصل اسی خرمن کے خوشہ چیں ہیں۔

الغرض صہبائی پہلے اُردو انشاپرداز ہیں جنھوں نے اس کٹھن موضوع پر قلم اٹھایا اور ترجمہ کی رعایت سے وہ اس فنِ شریف کو جس قدر اُردو اسالیب سے قریب تر کر سکے انھوں نے کیا البتہ اگر اس موضوع پر اُردو میں ان کی کوئی مستقل تصنیف ہوتی تو وہ ضرور اس سے زیادہ مفید ہوتی۔

مگر ان کے اس ترجمے سے جہاں اُردو عروض کو بہت کچھ فائدہ پہنچا یہ نقصان بھی ہوا کہ مستقبل کے عروضی اہلِ قلم اس کو اُردو عروض کی مستقل کتاب سمجھ بیٹھے اور ہو بہو نقل کرنے لگے۔

---

[1] حدائق البلاغت فارسی میں ہے اور محمد حسین فقیر کی تصنیف ہے۔، [2] دلی کالج کے تاریخی حالات مضمون نگاری صفحہ ۲۰۷ تا ۲۲۴ میں مندرج ہیں۔، [3] مولانا صہبائی کے حالات زندگی مضمون نگاری صفحہ ۱۳۶ تا ۱۵۲ میں مندرج ہیں۔

اور اس غلط فہمی کی بنا پر ہندی کی وہ بحریں جو اُردو شاعری میں مروج تھیں اور ہیں اُردو عروض کی کتابوں میں داخل ہونے سے رہ گئیں۔ اور یہ بہت بڑی کوتاہی ہے جس کو رفع کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ بھی بعض چیزیں اور ایسی ہیں جو اب رواج کی کسوٹی پر کھری نہیں اُترتیں اور ذوق کو گراں گزرتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو بحروں کے نام ہیں جو ثقیل اور نامانوس سمجھے جاتے ہیں۔ انھیں بدل دیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ ہر جاندار چیز میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اور یہی زندگی کا ثبوت ہے۔ ہمارے عروض میں اس سے پہلے بھی کچھ ردو بدل ہوا ہے اگر اب بھی اسے روا رکھا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ ہر ترقی کرنے والے فن کی یہی کیفیت رہی ہے کہ اس میں تغیر اور ترمیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ خوبی برقرار رہتی ہے وہ فن زندہ رہتا ہے۔

دوسری چیز زحاف کی کثرت اور ان نامانوس نام ہیں ان کی بھی اب ضرورت نہیں ان کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔ گل زارِ عروض اس مقصد کے لیے اچھی کتاب ہے مگر نایاب ہے۔

اس میں بحروں کے لیے بھی ہلکے پھلکے نام منتخب کیے ہیں [1]۔ مثلاً ریحانی نرگس اور سنبلی وغیرہ جو بہت مناسب ہیں۔

تیسری چیز ارکان و افاعیل کے الفاظ ہیں یہ بھی بعض نازک طبع اہل علم کو گراں گزرتے ہیں انھیں بھی بدلا جا سکتا ہے اور گل زارِ عروض کی روش پر گل وصبا سے کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ موزونیت اور شعر گوئی خاص طبائع کی خصوصیت ہے اور عروض سے واقفیت خاص الخاص سے علاقہ رکھتی ہے۔ پھر فنونِ لطیفہ میں سے نہ تو کوئی فن اتنا سہل ہوتا ہے اور نہ اس کی اصطلاحیں کہ ہر عامی آسانی سے سیکھ لے اور نہ کسی زبان کا عروض ہی اتنا سہل ہے جس کے مقابلے میں اُردو عروض کو مشکل کہا جا سکے نیز ہر علم و فن میں دست گاہ حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ محنت ضرور درکار ہوتی ہے۔

پھر ہر علم و فن کی یہ بھی عام خاصیت ہے کہ اس کے بعض شعبوں میں گونا گوں اختلاف ضرور ہوتے ہیں اگر اُردو عروض میں بھی ایسا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ مختلف مزاج اہل کمال نے اس پر ہمت صرف کی اور اسے قابلِ اعتنا سمجھا ہے۔ اور اس کی جانب مزید توجہ کی جا سکتی ہے

[1] حکیم سید الطاف حسین کاظم فرید آبادی کی تصنیف ہے جو اب نایاب ہے۔

نیز یہ گمان کہ اُردو عروض اتنا سہل ہونا چاہیے کہ ہر کس و ناکس اسے آسانی سے سیکھ لے۔ بالکل ہی طفلانہ خیال ہے اس سے آرام طلب طبیعتوں کو ہم خیال تو بنایا جا سکتا ہے مگر یہ خواب شرمندہ تعبیر کبھی نہ ہو سکے گا۔

مجھے کوئی بیس برس سے اس فن کی درس و تدریس سے علاقہ ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر استاد خود اس راہ کا راہ رو ہے اور طالب علم بھی شوق سے سیکھے تو دو ہفتے سے زیادہ مدت صرف نہیں ہوتی کہ ایک مبتدی مبادیات سے گزر کر تقطیع کرنے لگتا ہے ان میں موزوں طبع بھی ہیں اور ناموزوں طبع بھی۔ البتہ موزوں طبع اور بھی پہلے چل نکلتے ہیں۔

بہر حال یہ اُردو عروض جو کئی صدی پرانا ملکی سرمایہ اور اُردو شعر و سخن کا پیمانہ ہے اور بزرگوں کے خیالات موزوں کو سمجھنے اور پرکھنے بلکہ اعلیٰ ترین خیالات کو نظم کرنے کے لیے بہت کار آمد ہے۔ اور اتحاد کی یادگار ہے۔ اس لیے ہمارے علمی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم اس کی ترقی و اشاعت میں معاون ثابت ہوں اور اسکی تہذیب و اصلاح میں کوتاہی نہ برتیں۔

اخلاق حسینؒ دہلوی
لال محل بستی نظام الدین اولیاؒ دہلی

شعر و سخن

کلمہ اور کلام جس لفظ کے کچھ معنیٰ ہوتے ہیں اسے کلمہ کہتے ہیں۔ اور کلمے کے ایسے مجموعہ کو جس سے پوری بات سمجھ میں آجائے اسے کلام کہتے ہیں۔

شعر لغت میں لفظ شعر مصدر ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں جاننا یا کسی چیز سے واقف ہونا لیکن عام طور سے لفظ شعر مفعول کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنیٰ ہوئے 'جانی ہوئی چیز' شعر کو بیت بھی کہتے ہیں۔

شاعر شاعر اسم فاعل ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں جاننے والا چوں کہ شاعر جن خیالات کو نظم کرتا ہے ان سے واقف ہوتا ہے اس واسطے شعر کہنے والے کو شاعر کہتے ہیں۔

مصرع شعر کے دو حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصے کو مصرع کہتے ہیں۔ کسی ایک مصرع کو شعر نہیں کہہ سکتے۔

شعر کی عروضی تعریف عروض کی اصطلاح میں شعر کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

''شعر وہ کلام ہے جو کسی وزن پر ہو اور اسے ارادتاً موزوں کیا گیا ہو اور اس میں قافیہ بھی ہو''
گویا کہ شعر کی تعریف کے تین حصے ہیں۔ (۱) وزن (۲) ارادتاً موزوں کرنا (۳) قافیہ کا ہونا

وزن وزن سے مراد ہے کہ شعر کے تولنے کے لیے جو پیمانے یا بٹے مقرر کیے گئے ہیں۔ اور جنھیں بحر کہتے ہیں ان میں سے کسی کے مطابق ہو کیوں کہ جو کلام کسی وزن پر نہیں ہوتا وہ شعر نہیں ہو سکتا اسے نثر کہا جائے گا۔

ارادتاً شعر موزوں کرنا

شعر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے قصداً یا ارادتاً کسی وزن پر ڈھالا جائے یا موزوں کیا جائے لہٰذا جو کلام اتفاقیہ موزوں ہو جائے اور خبر بھی نہ ہو کہ یہ کلام موزوں ہے تو ایسے کلام کو شعر نہیں کہا جا سکتا البتہ اگر غور و فکر کے بعد موزوں ہونے کا پتہ چل جائے تو اسے شعر سمجھا جائے گا اور غور و فکر ہی قصداً موزوں کرنے کے قائم مقام ہوگا۔

قافیہ

قافیہ بھی شعر کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ کلام مطلع ہے یا نہیں اور یہی اس کا شعر سے تعلق ہے نیز قافیے سے شعر کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے ورنہ بعض علمائے ادب کے نزدیک شعر کے لیے قافیہ ضروری نہیں۔

مطلع

جس شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتا ہے اسے مطلع کہتے ہیں۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر عام طور سے ہی مطلع ہوتا ہے۔ مطلع کئی بھی ہو سکتے ہیں اور انھیں حسنِ مطلع کہتے ہیں۔ جن اشعار کے صرف آخری مصرع میں قافیہ ہوتا ہے انھیں شعر ہی کہتے ہیں۔

شعر کے اجزاء

شعر کے دو مصرع ہوتے ہیں اور مصرع کے تین حصے ہوتے ہیں۔
چناں چہ پہلے مصرع کو صدر۔ آخری حصے کو عروض اور درمیانی حصے کو حشو کہتے ہیں۔

مفا عیلن	مفا عیلن مفا عیلن	مفا عیلن
صدر	حشو	عروض

دوسرے مصرع کے پہلے حصے کو ابتدا آخری حصے کو ضرب یا عجز اور درمیانی کو حشو کہتے ہیں۔

مفاعیلن	مفاعیلن مفاعیلن	مفاعیلن
ابتدا	حشو	ضرب یا عجز

نکتہ

شاعروں کا دستور یہ ہے کہ وہ پہلے دوسرا مصرع نظم کرتے ہیں اور پھر پہلا اسی لیے دوسرے مصرع کے پہلے حصے کا نام ابتدا ہے اور آخری حصہ ضرب ہے۔ جس کی معنیٰ ہیں طرف یا کنارہ اور دونوں کے درمیانی حصوں کا نام حشو ہے۔ جس کی معنیٰ ہیں تکیے میں بھرنے کی روئی۔

عروض کی مبادیات

یہ عروض کے مبادیات و متعلقات ہیں جنھیں ذہن نشین رکھنے سے حصولِ مدعا میں معاونت اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

عروض عروض ایک مشہور فن ہے جس سے اشعار کا وزن یا ان کا موزوں اور ناموزوں ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عروضی فن عروض کے جاننے والے کو عروضی کہتے ہیں۔ اور عروض سے تعلق رکھنے والے کو بھی۔

موجد اس فن کا موجد بصرے کا ایک مشہور عالم خلیل بن احمد ہے۔ جو ۱۰۳ھ، ۷۳۱ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۰ھ، ۷۸۶ء میں وفات پائی۔
اس نے پندرہ وزن قرار دیئے اور ہر وزن کا نام بحر رکھا تھا اس کے بعد اور بحر بھی ایجاد ہوئیں۔

وَزن لغت میں کسی چیز کے تولنے کو وزن کرنا کہتے ہیں اور عروض کی اصطلاح میں شعر کو بحر کی ترازو میں تولنے کا نام وزن ہے جس کو تقطیع کرنا بھی کہتے ہیں۔ دراصل وزن بے ہیں جو ارکان کہلاتے ہیں۔

بحر بحر ان خاص الفاظ کو کہتے ہیں جن پر شعر کو تولا جاتا ہے کہ شعر کا وزن ٹھیک ہے یا نہیں۔ بحر کو وزن بھی کہتے ہیں۔

نکتہ شعر میں اتنی ہی موسیقیت اور ترنم زیادہ ہوگا۔ جتنی بحر اچھی ہوگی مگر بعض بحروں میں یہ خوبی نہیں اس لیے وہ مقبول و مروج نہیں۔

ارکان بحر بحر جن اجزاء (ٹکڑوں) سے بنتی ہے ان کا ارکان اور ہر حصے کو رکن کہتے ہیں۔ ارکان کو افاعیل۔ امثال اور اوزان بھی کہتے ہیں۔

رکن کے اجزا

جن ٹکڑوں سے رکن بنتا ہے انھیں اجزا یا اصول کہتے ہیں اور وہ تین ہیں۔ ا۔سبب، ۲۔وتد ۳ فاصلہ مگر اُردو میں تیسری قسم (فاصلہ) کی گنجایش نہیں اس لیے یہی دو کافی سمجھے جاتے ہیں۔

سبب دو حرفی لفظ کو سبب کہتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں۔ سبب خفیف اور سبب ثقیل۔ اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے تو سبب حفیف ہے جیسے دِل اور سَب اور اگر دونوں متحرک ہیں تو سبب ثقیل ہے جیسے سَر اور دَلِ اضافت کے ساتھ اُردو میں سبب ثقیل صرف اضافت کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

وتد تین حرفی لفظ کو وتد کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔ وتد مجموعی اور وتد مفروق۔ اگر پہلا اور دوسرا متحرک اور تیسرا ساکن ہے تو وتدِ مجموعی ہے۔ جیسے قَلَم اور مَگَر اور اگر پہلا اور تیسرا متحرک اور درمیانی (دوسرا) ساکن ہے تو وتدِ مفروق ہے۔ جیسے خاکِ اضافت کے ساتھ اُردو میں وتد مفروق بھی اضافت کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

فاصلہ چار حرفی اور پانچ حرفی لفظ کو فاصلہ کہتے ہیں اس کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ فاصلہ صغریٰ اور فاصلہ کبریٰ ۔ اگر تین حرف متحرک اور چوتھا ساکن ہو تو اسے فاصلہ صغریٰ کہتے ہیں جیسے حلمیِ اور اگر چار متحرک اور پانچواں ساکن ہے تو اسے فاصلہ کبریٰ کہتے ہیں ۔ جیسے .... چمنِ دِل ۔ اُردو میں اس کی گنجایش نہیں ہے ۔

ارکانِ ہفت گانہ

ارکان کے دو اجزا ۔ یعنی سبب اور وتد سے سات ارکان بنتے ہیں جنھیں ارکانِ ہفت گانہ یا افاعیل ہفت گانہ کہتے ہیں جن میں سے دو پنج حرفی اور پانچ سات حرفی ہوتے ہیں ۔

پنج حرفی ارکان

۱۔ فَعُولُن ۔ پہلا جز و وتد ہے اور دوسرا سبب ۔
۲۔ فَاعِلُن ۔ پہلا جز سبب ہے اور دوسرا وتد ۔

سات حرفی ارکان

۱۔ مُستَفعِلُن ۔ پہلے دو سبب پھر ایک وتد ہے ۔
۲۔ مَفَاعِیلُن ۔ پہلے ایک وتد پھر دو سبب ہیں ۔
۳۔ فَا علَا تُن ۔ پہلے ایک سبب پھر ایک وتد پھر ایک سبب ہے ۔
۴۔ مُتَفَاعِلن ۔ پہلے دو سبب پھر ایک وتد مجموع ہے ۔ [۱]
۵۔ مَفعُولَات ۔ پہلے دو سبب پھر ایک وتد مفروق ہے ۔

ان ارکانِ ہفت گانہ کے علاوہ ایک رکن اور بھی ہے ۔ اور وہ ہے فَاعلَا تُن مگر زیادہ مروج نہیں ۔

---

[۱] "مُتَفَاعِلن" میں "مُتَفَا" کو فاصلہ صغریٰ کہنا چاہیے نہ کہ دو اسباب کا مجموعہ ۔

بحروں کی تعداد

خلیل بن احمد کی ایجاد کردہ بحریں	۱۵
ابوالحسن اخفش کی ایجاد کردہ بحریں	۱
بزرجمہر کی ایجاد کردہ بحریں	۱
مولانا یوسف نیشاپوری کی ایجاد کردہ بحریں	۱
کسی نامعلوم شخص کی ایجاد کردہ بحریں	۱
میزان کل	۱۹

ان میں سے چار بحریں (طویل، مدید، بسیط، وافر) عربی زبان کے اشعار کے لیے مخصوص ہیں اور آخری تین بحریں (جدید، قریب، مشاکل) فارسی زبان کے اشعار کے لیے ہیں۔ اور صرف بارہ بحریں اُردو زبان کے اشعار کے لیے ہیں جن میں سے صرف چند بحریں استعمال کی جاتی ہیں۔

بحروں کے نام اور ان کے موجد

☆ خلیل بن احمد کی ایجاد کردہ پندرہ بحریں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہزج ۲۔ رجز ۳۔ رمل ۴۔ متقارب ۵۔ کامل ۶۔ منسرح ۷۔ مضارع ۸۔ سریع ۹۔ خفیف ۱۰۔ مجتث ۱۱۔ مقتضب ۱۲۔ طویل ۱۳۔ مدید ۱۴۔ بسیط ۱۵۔ وافر۔ آخری چار بحریں عربی سے مخصوص ہیں۔

☆ ابوالحسن اخفش کی ایجاد کردہ بحر متدارک ۱۶ ہے۔

☆ بزرجمہر کی ایجاد کردہ بحر جدید ۱۷ ہے۔

☆ مولانا یوسف نیشاپوری کی ایجاد کردہ بحر قریب ۱۸ ہے۔

☆ کسی نامعلوم شخص کی ایجاد کردہ بحر مشاکل ۱۹ ہے۔

بحروں کے وزن

ان مذکورہ (۱۹) بحروں میں سے سات بحریں مفرد ہیں جو ایک ہی رکن کے بار بار لانے سے بنی ہیں اور (۱۲) بحریں مرکب ہیں جو دو مختلف رکنوں کے بار بار لانے سے بنی ہیں۔

(الف) مفرد بحریں.....۷

نام	نام رکن	تعداد	کیفیت	موجد
۱۔ بحر ہزج	مَفَا عِیلُنْ	آٹھ بار	سالم	خلیل بن احمد
۲۔ بحر رجز	مُستَفعِلُنْ	,,	,,	,, ,,
۳۔ بحر رمل	فَاعِلا تُنْ	,,	,,	,, ,,
۴۔ بحر متقارب	فَعُو لُنْ	,,	,,	,, ,,
۵۔ بحر کامل	مُتَفَاعِلُنْ	,,	,,	,, ,,
۶۔ بحر وافر	مَفَا عِلَتُنْ	,,	,,	عربی سے مخصوص ہے اُردو میں رائج نہیں ہے
۷۔ بحر متدارک	فَاعِلُنْ	,,	,,	ابوالحسن اخفش

(ب) مرکّب بحریں..... ۱۲

نام بحر	اوزانِ مصرع	تعداد	موجد
۱۔ بحر منسرح	مستفعلن. مفعولات. مستفعلن. مفعولات	ایک شعر	خلیل بن احمد
۲۔ بحر مضارع	مفاعیلن. فاعلاتن. مفاعیلن. فاعلاتن	میں دوبار	"
۳۔ سریع	مستفعلن. مستفعلن. مفعولات	"	"
۴۔ خفیف	فاعلا تن. مستفعلن. فاعلن	"	"
۵۔ بحر مجتث	مستفعلن. فاعلا تن. مستفعلن. فاعلا تن	"	"
۶۔ مقتضب	مفعولات. مستفعلن. مفعولات. مستفعلن	"	"
۷۔ طویل	فعولن. مفاعیلن. فعولن. مفاعیلن	"	"
۸۔ مدید	فاعلا تن. فاعلن. فاعلا تن. فاعلن	"	"
۹۔ بسیط	مستفعلن. فاعلن. مستفعلن. فاعلن	"	"
۱۰۔ جدید	فاعلا تن. فاعلا تن. مستفعلن	"	بزرجمہر
۱۱۔ قریب	مفاعیلن. مفاعیلن. فاعلا تن	"	یوسف نیشاپوری
۱۲۔ مشاکل	فاعلا تن. مفاعیلن. مفاعیلن	"	نہ معلوم

یہ انیس وزن اصل ہیں مگر زِحاف کے اثر سے ان کی متعدد صورتیں ظہور پذیر ہوئی ہیں جن کی تفصیل اپنے محل پر آئے گی۔

زِحاف

جوتغیر یا تبدیلی شعر کے کسی رکن یا ارکان میں ہوتی ہے عروض کی اصطلاح میں اسے زِحاف کہتے ہیں۔[1] لغت میں زِحاف کے معنیٰ ہیں تیر کا نشانے پر لگنا۔ زِحاف کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اضافہ۔کوئی حرف زیادہ کرنا (۲) سقوط۔ایک یا ایک سے زیادہ حرفوں کا گرانا
(۳) تحریک ساکن حرف کو متحرک کرنا۔

الغرض اس تغیر و تبدل کے عمل سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان سے بقول مولانا صہبا ۳۵ زِحاف بن گئے ہیں۔ مگر اُردو میں تقریباً ۲۴ مروج ہیں لہٰذا ان ہی ۲۴ کا احوال قلم بند کرنا مناسب محل ہے۔ جن کی تین صورتیں ہیں

۱۔خاص زِحاف ۲۔ عام زِحاف ۳۔ مرکب زِحاف

خاص زِحاف

جو زِحاف مخصوص ارکان میں آتے ہیں ان کو خاص زِحاف کہتے ہیں اور وہ چار ہیں۔

۱۔ثلم فَعُولُنْ سے فؔ کو گرادیا تو عُولُن رہا۔اسکی جگہ فَعلُنْ لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو ثلمؔ کہتے ہیں۔

۲۔خَبّب رکن کے آخر سے دو سبب خفیف کو گرانا۔مثلاً مَفَا عِیلُن سے عِیلُن کو گرایا تو مَفَار ہا۔ اس کی جگہ فَعَل لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو مجبوب کہتے ہیں۔

۳۔خرم مَفَاعِیلُنْ سے میم کو گرایا تو فَاعِیلُن رہا۔اس کی جگہ مَفعُولُن لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو اخرم کہتے ہیں (یہی زِحاف فَعُولُنْ میں ثلم ہے۔)

۴۔کشف مَفعُولَاتُ کی تؔ کو گرایا تو مَفعُلَا رہا۔اس کی جگہ مَفعُولُنْ لاتے ہیں اور اسے مکشوفؔ کہتے ہیں (خرم اور کشف دونوں کے بعد فَعُولُنْ رہتا ہے اور یہ زِحاف ان ہی ارکان کے ساتھ مخصوص ہیں۔)

---

[1] زے کے زیر سے زِحاف کی جمع ہے

عام زِحاف جو زِحاف کئی رکنوں میں آتے ہیں انھیں عام زِحاف کہتے ہیں اور وہ چودہ ہیں۔

۱۔ **اذالہ** رکن کے آخر میں اگر وتد مجموع ہو تو آخری حرف سے پہلے ایک الف زیادہ کر دیتے ہیں جیسے **مستفعلن** سے **مستفعلان** ایسے رکن یا بحر کو مذال کہتے ہیں۔

۲۔ **تسبیغ یا اضافہ** اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو تو اس میں الف زیادہ کرنا جیسے **فاعلا تن** میں الف زیادہ کیا تو **فاعلا تان** ہوا اس کی جگہ **فاعلیان** لاتے ہیں اور اس رکن یا بحر کو مضاف کہتے ہیں اذالہ اور اضافہ دونوں یکساں ہیں وہ وتدِ مجموع میں ہوتا ہے اور یہ سبب خفیف میں۔

نوٹ یہ دونوں زِحاف مصرع کے آخری رکن میں آتے ہیں۔

۳۔ **حذذ** وتد مجموع کو رکن کے آخر سے گرانا جیسے **فاعلن** سے **علن** کو گرایا تو **فا** رہا۔ اس کی جگہ **فع** لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو احذّ کہتے ہیں۔

۴۔ **حَذف** رکن کے آخر سے ایک سببِ خفیف کو گرانا جیسے **فعولن** سے **لن** گرایا تو **فعو** رہا اس کی جگہ **فعل** لاتے ہیں اور **فاعلا تن** سے **تن** گرایا تو **فعلا** رہا۔ اس کی جگہ **فاعلن** لاتے ہیں۔ اور اس رکن یا بحر کو محذوف کہتے ہیں۔ یہ زِحاف مدید، خفیف، ہزج، رمل، مضارع مجتث، طویل متقارب میں آتا ہے۔

۵۔ **خَبن** اگر رکن کے شروع میں سبب خفیف ہو تو اس کے دوسرے حرف کو گرانا مثلاً **فَاعِلُنْ** سے الف گرایا تو **فَعِلُنْ** رہا۔ اس رکن کو مخبون کہتے ہیں۔ یہ زِحاف رمل، رجز، مدید، بسیط، متدارک، سریع، خفیف، منسرح، مجتث، مقتضب میں آتا ہے۔

۶۔ **طَیّ** اگر رکن کے شروع میں دو سبب خفیف ہوں تو چوتھے حرف کو گرانا جیسے **مُستَفْعِلُنْ** سے **فَ** کو گرایا تو **مُستَعِلُنْ** رہا۔ اسکی جگہ **مُفتَعِلُنْ** لاتے ہیں۔ اور اس رکن کو مطوّی کہتے ہیں۔ یہ زِحاف بسیط، رجز، سریع، منسرح، مقتضب میں آتا ہے۔

۷۔ **قصر** رکن کے آخر سبب میں سے ساکن حرف کو گرانا اور اس رکن سے پہلے متحرک کو ساکن کرنا جیسے **مَفَاعِیْلُنْ** میں سے نون گرایا اور لُ کو ساکن کیا تو **مَفَاعِیْلْ** یہ رکن مقصور ہوا۔ یہ زِحاف طویل مدید، ہزج، رمل، متقارب، مضارع، خفیف اور مجتث میں آتا ہے۔

۸۔ قطع رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو اس کے آخری حرف کو گرا کر اس سے پہلے حرف کو ساکن کرنا۔ جیسے فَاعِلُنْ میں سے ن گرایا اور لام کو ساکن کیا تو فَاعِلْ رہا۔ اس کی جگہ فُعْلُنْ لاتے ہیں اور یہ رکن مقطوع ہوا۔ یہ زِحاف رجز، رمل، کامل، متدارک، بسیط، مدید، سریع، خفیف اور مقتضب میں آتا ہے۔

۹۔ قبض سبب خفیف میں سے پانچواں ساکن حرف گرانا جیسے فعولن میں سے ن گرایا تو فعول رہا یہ رکن مقبوض ہوا۔ یہ زِحاف، طویل، ہزج، متقارب اور مضارع میں آتا ہے۔

۱۰۔ کَفّ سبب خفیف میں سے ساتوں ساکن حرف کو گرانا جیسے مَفَاعِیلُنْ میں سے نْ گرایا تو مَفَاعِیلُ رہا یہ رکن مکفوف ہوا یہ زِحاف طویل، مدید، ہزج، رمل، خفیف، مجتث اور مضارع میں آتا ہے۔

۱۱۔ وقف رکن کے آخر میں وتد مفروق ہو تو اس کے آکری متحرک حرف کو ساکن کرنا جیسے مفعولاتُ کی تْ کو ساکن کیا تو مفعولاتْ رہا۔ یہ رکن موقوف ہوا۔ یہ زِحاف سریع، منسرح اور مقتضب میں آتا ہے۔

۱۲۔ تشیعث فاعلا تن کے وتد مجموع سے متحرک حرف کو گرانا مثلاً علا وتد ہے اس میں سے ع گرایا تو فالا تن رہا۔ اگر ل گرایا تو فاعا تن رہا اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں۔

۱۳۔ جدع مفعولات میں سے پہلے دو سبب حفیف کو گرانا مثلاً مفعولاتُ میں سے مفعو کو گرایا تو لاتُ رہا۔ اس کی ت کو ساکن کیا اور اس کی جگہ فاع لائے۔ اس رکن کو مجدوع کہتے ہیں۔

۱۴۔ نحر فاع مجدوع میں سے الف کو گرانا مثلاً فاع کا الف گرایا تو فع رہا۔ یہ رکن منحور ہوا۔

نکتہ ایک بحر اور ایک رکن میں کئی زِحاف بھی آجاتے ہیں۔ اس صورتیں میں اس کا نام زِحاف کی رعایت سے دو تین ناموں سے مرکب ہوتا ہے مثلاً کسی رکن میں خبن اور قطع ہے تو اسے مخبون و مقطوع کہتے ہیں۔

مرکب زِحاف جو زِحاف ایک رکن میں ایک سے زیادہ آتے ہیں انھیں مرکب زِحاف کہتے ہیں۔ اور وہ چھ ہیں۔

۱۔ خرب مفاعیلن میں خرم اور کف کا جمع ہونا خرم کی وجہ سے مؔ اور کف کی وجہ سے نؔ گرا تو فاعیلُ رہا۔ اس کی جگہ مفعول لاتے ہیں۔ اور اس رکن یا بحر کو اخربؔ کہتے ہیں۔

۲۔ شتر مفاعیلن خرم اور قبض کا جمع ہونا خرم کی وجہ سے م اور قبض کی وجہ سے ی گری تو فاعلن رہا اس رکن کو اشتر کہتے ہیں۔

۳۔ شکل کف اور خبن کا جمع ہونا مثلاً فاعلا تن میں سے کف کی وجہ سے ساتواں ساکن حرف گرا خبن کی وجہ سے رکن کے پہلے سبب خفیف کا ساکن گرا تو فَعِلا تُ رہا۔ ایسے رکن کو مشکول کہتے ہیں یہ زِحاف رمل۔ مدید۔ خفیف۔ مجتث میں آتا ہے۔

۴۔ کسف وقفؔ اور کفؔ کا جمع ہونا مثلاً مفعو لاتُ کی ت کی حرکت وقف سے اور خود تؔ کف کی وجہ سے گرگئی تو مفعو لا رہا۔ اس کی جگہ مفعو لن لاتے ہیں ایسے رکن کو مکشوف/مکسوف کہتے ہیں یہ زِحاف سریع، منسرح، مقتضب میں آتا ہے۔

۵۔ ہتم حذف اور قصر کا جمع ہونا مثلاً مفاعیلن میں سے پہلے تو حذف کی وجہ سے ن گرایا مفاعی رہا۔ پھر قصر کی وجہ سے ی گرگئی اور ع کو ساکن کیا تو مفاع رہا اس کی جگہ فعول لاتے ہیں۔

۶۔ بتر فعولن میں حذف اور قطع کے جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ چناں چہ لُن حذف کی وجہ سے اور واوٗ قطع کی وجہ سے گرگئی اور فا باقی رہا۔ نیز مفاعیلن میں حبؔ اور خرم کے جمع کرنے کو بھی بترؔ کہتے ہیں۔ اور ایسے رکن کو ابترؔ کہتے ہیں۔

تقطیع

تقطیع ہی عروض کا اصل اصول ہے جو عروض کے اصول و نکات کے از بر کرنے سے نہیں آتی بلکہ مشق و ممارست سے اس پر عبور ہوتا ہے۔ اس فن میں دست گاہ حاصل کرنے کے لیے اصول کی روشنی میں تقطیع کی مسلسل مشق جاری رکھنی چاہیے۔ اس پر قابو پالینا عروض پر حاوی ہو جانے کے مرادف ہے۔ یہ کام اگر آ گیا تو گویا عروض آ گیا۔

تقطیع

شعر کے اجزا (ٹکڑوں) کو بحر کے ارکان پر تولنے یا وزن کرنے کو تقطیع کہتے ہیں تقطیع کے معنیٰ ہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنا چوں کہ بحر کے ارکان سے ہم وزن کرنے کے لیے شعر کے الفاظ کے ٹکڑے کیے جاتے ہیں اس لیے یہ نام رکھا گیا۔

حرکت اور متحرک

زیر۔ زبر۔ پیش کو حرکت یا اعراب کہتے ہیں اور جس حرف پر حرکت ہوتی ہے اسے متحرک کہتے ہیں۔ جیسے قَلَم اور اَبْ میں ق۔ ل اور الف متحرک ہے۔ اُردو میں خاص حالت یا ضرورت کے وقت علامت حرکات و سکون لکھتے ہیں۔

علامات

زبر کی علامت (َ) ہے جو متحرک حرف کے اوپر ہوتی ہے۔ زیر (کسرہ) کی علامت (ِ) ہے جو متحرک حرف کے نیچے لکھی جاتی ہے۔ پیش (ضمہ) پیش کی علامت واوٴ سے مشابہ ہوتی ہے اور متحرک حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ (ُ)

ساکن

جس حرف پر کوئی حرکت نہ ہو اسے ساکن کہتے ہیں۔ جیسے قَلَم اور اَب میں مْ اور بْ ہیں۔

سکون کی علامت سکون کی علامت کو جزم کہتے ہیں اس کی صورت کھلے ہوئے پیش کی سی ہوتی ہے اور ساکن حرف کے اوپر ہوتی ہے۔ شکل یہ ہے (ْ) مگر یہ علامتیں لکھنے میں کم آتی ہیں۔

تقطیع کے اصول وضوابط

ا۔ تقطیع میں ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک لانا ہوتا ہے خواہ حروف اور حرکات مختلف ہوں یا نہ ہوں۔ مثلاً فَعْلُن کے مقابل بلبل یا طوطی آسکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا ایک ہی وزن ہے یعنی فَ متحرک ہے اور اس کے مقابل بَ اور طَ متحرک ہے اور عْ ساکن ہے اور اس کے مقابل لْ اور وْ ساکن ہے۔ لُ متحرک ہے اور اس کے مقابل بُ اور طِ متحرک ہے نْ ساکن ہے اور اس کے مقابل لْ اور یْ ساکن ہے۔

۲۔ تقطیع میں بعض اوقات لفظ ثابت نہیں رہتے بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کا کوئی مضائقہ نہیں ایسا کیا جاسکتا ہے اس کی مثالیں اشعار کی تقطیع میں بہ کثرت ملیں گی۔

حروف مکتوبی وملفوظی

حروف کی تین صورتیں ہیں۔(الف) مکتوبی (غیر ملفوظی) جو لکھے جائیں لیکن بولنے اور پڑھنے میں نہ آئیں۔ تقطیع میں ان کا شمار نہیں ہوتا۔(ب) ملفوظی ومکتوبی جو بولنے اور پڑھنے میں بھی آئیں اور لکھنے میں بھی آئیں تقطیع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔(ج) ملفوظی غیر مکتوبی جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں مگر لکھنے میں نہ آئیں تقطیع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

مکتوبی غیر ملفوظی

ہائے مختفی

وہ ہ (ہائے ہوز) جو لفظ کے آخر میں ہو اور صرف اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کو ظاہر کرے مثلاً نامہ، خامہ، جامہ، افسانہ، دیوانہ، وابستہ، رفتہ، گزشتہ، پیوستہ، پیمانہ، ویرانہ، مستانہ پروانہ، نشانہ، بیگانہ، سرمایہ، تحفہ، ورنہ، کہ، پہ، یہ، نہ، وہ، غنچہ، ضابطہ، سابقہ، قرینہ، وغیرہ کی ہ گر جاتی ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتی البتہ کبھی الف اور کبھی ے کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہے اور ایک حرفِ ساکن سمجھی اور شمار کی جاتی ہے۔

واؤ معدولہ

وہ واؤ جو لکھی جائے لیکن پڑھی اور بولی نہ جائے مثلاً خوش، خود، خویش، خواب، خورشید، خورد، خودی، خودداری، خواہ، خواہاں، خواہش، خواری وغیرہ کی واؤ۔ واؤ معدولہ ہے۔ اس کے نیچے لکیر کھینچ دی جاتی ہے۔ یہی اس کی علامت ہے۔ غرض واؤ معدولہ گر جاتی ہے۔ اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتی۔

واؤ عاطفہ یا معطوفہ

وہ واؤ جو دو کلموں یا جملوں کو ملائے اس واؤ کے معنیٰ ہوتے ہیں اور۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) جب واؤ عاطفہ اپنے سے پہلے حرف پر ہلکا سا پیش ظاہر کرے جیسے جان و مال اور شور و شر میں تو ایسی واؤ عاطفہ کو گرایا جا سکتا ہے۔

(ب) جب واؤ عاطفہ اپنے سے پہلے حرف پر خوب اچھی طرح پیش ظاہر کرے جیسے علم و ہنر اور فضل و کمال میں ہے ایسی واؤ عاطفہ کو گرایا نہیں جا سکتا۔

عربی الفاظ کا الف

عربی الفاظ کا وہ الف جو لکھنے میں آئے اور بولا اور پڑھا نہ جائے وہ بھی گر جاتا ہے۔ مثلاً بالآخر، اناالحق، ہذالقیاس، بالفرض، بالیقین، بالفعل، بالکل، بالمثل وغیرہ کا الف گر جاتا ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا اور ان کی یہ صورت رہتی ہے۔ بل آخر، انل حق، ہذا قیاس، بلفرض بلیقین، بلفعل، بلکل، بلمثل وغیرہ۔

عربی الفاظ کا الف لام

عربی الفاظ کا وہ الف لام جو لکھنے میں آئے اور بولا اور پڑھا نہ جائے وہ بھی گر جاتا ہے مثلاً بالضرور، عبدالسلام وغیرہ کا الف لام گر جاتا ہے۔ اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا اور یہ لفظ بض ضرور، عبد سلام رہتے ہیں۔

عربی الفاظ کی ی اور الف

عربی الفاظ کی وہ یؔ اور الفؔ جو لکھنے میں آئیں اور پڑھے نہ جائیں وہ بھی گر جاتے ہیں مثلاً فی الواقع، فی الحال، فی الحقیقت وغیرہ کی یؔ اور الفؔ گر جاتے ہیں اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتے اور یہ لفظ فل واقع، فل حال، فل حقیقت رہ جاتے ہیں۔

عربی الفاظ کی تنوین

جس حرف پر دو زیر۔ دو زبر یا دو پیش ہوتے ہیں اس حرف کو دو حرفی سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسرا حرف نون ساکن ہوتا ہے مثلاً وقتاً فوقتاً نسلً بعد نسلٍ ان کی صورت یہ ہوگی وقتن، فوقتن، نسلن بعد نسل۔

مخلوط حروف

وہ حروف جو دوسرے حروف سے مل کر آتے ہیں اور ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔

ہائے مخلوط

وہ ھ (ہائے ہوز) جو دوسرے حرف سے مل کر پڑھی اور بولی جائے اس کی آواز مرکب ہو یہ دو حرف نہیں بلکہ صرف ایک ہی حرف شمار ہوتا ہے۔ اگر چہ لکھنے میں دو حرف ہوتے ہیں۔ اُسے ہمیشہ دو چشمی لکھنا چاہئے مثلاً لکھنا، گھر، بھائی وغیرہ کی ھ تقطیع میں شمار نہیں ہوتی اُسے اس سے پہلے حرف میں شامل سمجھنا چاہئے اور اس مرکب کو ایک حرفی شمار کرنا چاہئے۔ وہ حرف جو حرف ھ سے مخلوط ہیں وہ پندرہ (۱۵) ہیں اور وہ یہ ہیں۔

بھ، پھ تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ

یائے مخلوط

وہ ی جو کسی حرف کی آواز میں مرکب ہو یا اپنے سے پہلے حرف سے مرکب ہوتی ہے۔ اور اس مرکب کو ایک حرفی شمار کرنا چاہئے۔ یہ ہندی الفاظ میں آتی ہے۔ اور یہ چند الفاظ ہیں مثلاً کیا، کیوں، پیار، دھیان، گیارہ، کیاری، نیولا، چیونٹی، ڈیوڑھی، بیوتنا (جسم کے مطابق کپڑا کاٹنا) پیوسی (بچہ دینے کے بعد گائے وغیرہ کا دودھ) جیوڑا (جان) شیوداس کیوں کہ اور کیوں کر وغیرہ۔

نون مخلوط

وہ نون جو کسی حرف کی آواز میں مرکب ہو یا اپنے سے پہلے حرف سے مرکب ہوتا ہے۔ اور اس مرکب کو ایک حرف شمار کرنا چاہئے۔ مثلاً انگرکھا، بندھا، دھنواں بھنور، ہنسا مینڈھی، تندرد ٹنگڑی، جنگلا، بندوڑ، (لونڈی) پنڈول، کنواں وغیرہ۔

نون غنّہ

وہ نون جو کسی حرف علت (و۔ا۔ی) کے بعد آئے گر جاتا ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا۔ مثلاً جھونکا، جانگ، ڈینگ، بانس، رانڈ، گیند، گونگا، سانس، پھانس، کیوں، میں، ہیں، زیں، آسماں، کنواں، دھنواں، نہیں، تمھیں، ہمیں، بانکا، اندھیرا، کانچ، جانچ، آنچ، سانجھ، مانجھ، سینگھ، چاند، وغیرہ کا نون غنّہ گر جاتا ہے۔

البتہ نون غنہ سے پہلے کوئی حرفِ علت نہیں تو وہ نون غنہ تقطیع میں شمار ہوگا۔ جیسے رنگ، سنگ بھنگ، جنگ، دنگ، گنگا، نیز نون غنہ جب دوسرے مصرع کے آخر میں ہوتا ہے تو ہر حالت میں تقطیع میں شمار کیا جاتا ہے۔

نون غنّہ کا میم ہونا وہ نون غنہ بھی شمار کیا جائے گا جس سے پہلے الف (حرفِ علت) ہو لیکن وہ نون میم سے بدل گیا ہو۔ مثلاً انبہ، امبہ، انبیاء، امبیا، منبر، ممبر، مجمع انبار، امبار، انبساط، امبساط۔

ملفوظی غیر مکتوبی

وہ حرف جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں اور لکھنے میں نہ آئیں ایسے حرف بھی تقطیع میں شمار کیے جاتے ہیں۔

مشدّد تشدید والے حرف کو مشدّد کہتے ہیں۔ جو ایک دفعہ لکھا جاتا ہے اور دو دفعہ بولا اور پڑھا جاتا ہے۔ یہ حرف پہلے ساکن پھر متحرک ہوتا ہے مثلاً متلوّن (متلوون)، تعزیّت (تعزی یت) قزّاتی (قزراتی) مشدّد (مشددد) الغرض تشدید والا حرف تقطیع میں دو بار آتا ہے۔ تشدید کی علامت یہ (ّ) ہے جو مشدّد حرف پر ہوتی ہے۔

الفِ ممدودہ مد والے الف کو الفِ ممدودہ کہتے ہیں جو ایک دفعہ لکھا جاتا ہے۔ اور دو دفعہ بولا جاتا ہے اور پڑھا جاتا ہے یہ دو حرفی لفظ ہے پہلے متحرک اور پھر ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً آتا (اَاتا) آج (اَاج) آمد (اَامد) وغیرہ کا الف تقطیع میں دو الف شمار کیا جاتا ہے۔ مد کی علامت (ٓ) ہے جو الف کے اوپر ہوتی ہے۔

الف مقصورہ وہ الف جو لکھنے میں کھڑا زیر ہوتا ہے وہ بھی الف ساکن شمار ہوتا ہے جیسے الہیٰ، موسیٰ، عیسیٰ، مصطفیٰ، صغریٰ، کبریٰ اور معنیٰ میں ہے۔

اضافت یا یائے باطنی علامت اضافت (زیر) کو جب اتنا کھینچ کر پڑھا یا بولا جائے کہ وہ یؔ سمجھی جائے تو اسے تقطیع میں ایک حرف شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً تیغِ جفا (تیغے جفا) عرسِ چمن (عرسے چمن) وغیرہ البتہ اگر ہلکا بولا اور پڑھا جائے تو جس حرف کے نیچے اضافت (زیر) ہو۔ وہ حرف تقطیع میں متحرک شمار ہوتا ہے۔

ہمزہ واؤ جس واؤ پر ہمزہ ہوتا ہے اگر چہ وہ ظاہر ایک حرف ہے۔ لیکن تقطیع میں دو حرفی شمار ہوتا ہے پہلے متحرک اور پھر ساکن مثلاً رؤف (چار حرفی) طاؤس (پنج حرفی) ماؤف (پنج حرفی) شمار کیا جائے گا۔

ہمزہ ی جس ی پر ہمزہ ہوتا ہے اگر چہ وہ بہ ظاہر ایک حرف ہے۔ لیکن تقطیع میں دو حرفی شمار ہوگا مثلاً کئی (سہ حرفی) کوئی (چار حرفی) شمار کیا جائے گا۔

حروفِ علت اور ان کا عمل

و، ا، ی کو حروفِ علت کہتے ہیں۔ ان میں سے جب کوئی حرف کسی لفظ کے آخر میں ہوتا ہے تو بعض اوقات ملفوظی ہونے کے باوجود گر جاتا ہے۔ گویا کہ ہیں تو یہ حرف ملفوظی ہی اور اشعار میں اور جملوں میں جب آتے ہیں تو بولے اور پڑھے بھی جاتے ہیں مگر بعض اوقات ضرورتِ شعر کی بنا پر گر جاتے ہیں اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتے بلکہ صرف اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کی وہی حالت ہوتی ہے جو ہائے مختفی کی ہوتی ہے۔ لیکن یہ صورت صرف ہندی الفاظ میں پیش آتی ہے۔ فارسی عربی الفاظ میں نہیں ان تینوں حروف کی تفصیل ترتیب وار درج ذیل ہے۔

واوِ علّت

واوِ مجہول ہندی

وہ ہندی واوَ جس سے پہلے حرف پر مجہول ہلکا سا پیش یا زیر ہوا سے ضرورتِ شعر کی بنا پر گرایا جا سکتا ہے۔ اور اسے تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا مثلاً جو، تو، سو، رو، کو، ہو، رکھو، چکھو، دو، سنو، دیکھو، آؤ، جاؤ چلو، کرو، گنو، اور، انھوں وغیرہ کی واوَ ضرورتاً گرائی جا سکتی ہے۔

واوِ معروف ہندی

وہ ہندی واوَ جس سے پہلے حرف پر پیش ہو اور جو بہ خوبی پڑھی اور بولی جائے وہ واوَ ضرورت شعر کی بنا پر گر جاتی ہے۔ اور اسے تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً لٹو، نکھٹو، ٹٹو، گھریلو، چارسو، تو، جگنو، گوکھرو، گھنگرو، وغیرہ کی واوَ ضرورتاً گرائی جا سکتی ہے۔

نکتہ یہ صورت صرف ہندی الفاظ میں جائز ہے۔ فارسی عربی الفاظ میں جائز نہیں مثلاً خوش بو کو بہ کو، وغیرہ کی واوَ گرانی جائز نہیں۔

الفِ علت

الف وصل

وہ الف جو کسی اسم یا لفظ کے شروع میں ہو اور وہ مصرع کا پہلا لفظ نہ ہو بلکہ درمیان میں کسی جگہ ہو اور اس سے پہلے کوئی ساکن حرف ہو تو وہ الف گرایا جا سکتا ہے اور اس الف کی حرکت اس سے پہلے حرف کو دے دی جاتی ہے جو پہلے ساکن ہوتا ہے اور وہ اس حرکت سے متحرک ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر، اتنا، انس، ادب افشاں، ایسے، اکثر، ادجھل، اہل، اکبر، ایک، اس الفاظ، ان، ارکان، وغیرہ کا الف گر سکتا ہے۔ ان کی حسب ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

اصل صورت	بدلی ہوئی صورت	عملی صورت
علم اپنے واسطے	عل مپنے واسطے	الف گر گیا اور م ساکن متحرک ہوگئی
پر افشاں نکلا	پرفشاں نکلا	الف گر گیا اور ساکن ر متحرک ہوگئی
غم اگر اتنا تھا	غم گر تنا تھا	الف گر گیا اور ساکن ر متحرک ہوگئی
گر ایسا ہی	گریسا ہی	الف گر گیا اور ساکن ر متحرک ہوگئی

الف آخر اِسم ہندی

وہ الف جو ہندی[1] اسماء کے آخر میں آتا ہے جو بعض اوقات ضرورتاً گرایا جاسکتا ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا مثلاً اندھیرا، خدا، دوسرا، نرا، ہوا، اتنا یہ الف ساکن ہوتا ہے اور جب گر جاتا ہے تو اس سے پہلا حرف متحرک رہ جاتا ہے۔

نکتہ فارسی۔ عربی اسماء کے آخر کا الف گرایا نہیں جاسکتا۔

الف آخر فعل ہندی

وہ الف جو ہندی افعال کے آخر میں آتا ہے وہ بھی ضرورتِ شعری کی بنا پر گرایا جاسکتا ہے مثلاً دیتا، آیا، سہتا، ہوا، سیا، چھایا، گرا، پڑا، تھا، کا الف گرسکتا ہے۔ اور گرنے کی حالت میں ان الفاظ کی حسب ذیل صورت رہتی ہے۔ دیت، آی، سہت، ہو، سی چھای، گر، پڑ، تھ، وغیرہ۔

الف آخر مصدری ہندی

وہ الف جو ہندی مصدری کے آخر میں آتا ہے وہ بھی ضرورت شعری کی بنا پر گرایا جاسکتا ہے۔ مگر مستند اور صاحب کمال شاعر اس الف کا گرانا اچھا نہیں سمجھتے مثلاً آنا، جانا، دیکھنا، ہنسنا، وغیرہ کا آخری الف گرایا جاسکتا ہے اور گرنے کی حالت میں ان الفاظ کی حسب ذیل صورت رہتی ہے۔ آن، جان، دیکھن، ہنسن وغیرہ۔

---

[1] ہندی الفاظ سے مراد یہ ہے کہ اُردو کے وہ الفاظ جو فارسی۔ عربی نہیں بلکہ ہندی زبان سے اُردو میں آئے ہیں۔ چند اسماء اور ترکیب کے سوا اُردو میں تمام افعال، اسماء وغیرہ ہندی ہی کے ہیں۔

ہندی اضافت اور حروف تشبیہ کا الف

ہندی حروف تشبیہ یا ہندی اضافت کا الف بھی ضرورتِ شعری کی بنا پر گرایا جاسکتا ہے مثلاً کا سا، جیسا، میرا، تیرا، ہمارا، کا الف گرایا جاسکتا ہے۔اور گرنے کی حالت میں ان الفاظ کی صورت حسب ذیل ہوتی ہے۔ کَ، سَ، جیس میر، ہمار تمار، وغیرہ اگر گرانے کی صورت نہ ہو تو بدستور رہتا ہے۔

یائے علت

یائے مجہول ہندی

ہندی الفاظ کی یائے مجہول (ے) بھی ضرورتِ شعری کی بنا پر گرائی جاسکتی ہے مثلاً سے، تھے، ہے، کے، نے، بھرے، پھرے، دوسرے، روکھے، پھیکے، وغیرہ عرض یہ کہ جتنے الفاظ میں یائے مجہول آتی ہے گرائی جاسکتی ہے۔گرانے کی صورت میں ان الفاظ کی صورت مندرجہ ذیل ہوتی ہے، سِ، تھِ، ہِ، کِ، نِ، بھرِ، پھرِ، دوسرِ، روکھِ، پھیکِ وغیرہ اگر گرانے کی صورت نہ ہوتی تو بدستور رہتی ہے۔

یائے معروف ہندی

ہندی الفاظ کی یائے معروف ی بھی گرائی جاسکتی ہے مثلاً ایسی، دیسی، کیسی، روٹی، دھوتی، رونی، ہوتی وغیرہ جتنے الفاظ میں یائے معروف (ی) آتی ہے۔ حسنِ ضرورت گرائی جاسکتی ہے۔اگر گرانے کی ضرورت نہ ہو تو بدستور رہتی ہیں۔گرانے کی حالت میں ان الفاظ کی صورت مندرجہ ذیل ہوگی۔ایس، دیس، کیس، روٹ، دھوت، دون، ہوت وغیرہ۔

یائے درمیانی ہندی

وہ یائے معروف و مجہول جو ہندی الفاظ کے درمیان میں آتی ہے وہ بھی گرائی جاسکتی ہے۔مثلاً ہیں، میں، کہیں، یہیں، وہیں، ہمیں، تمھیں، کریں، سنیں، رہیں نہیں، وغیرہ کی یائے مجہول و معروف گرائی جاسکتی ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ معروف و مجہول بہ ظاہر درمیانی ہے یعنی لفظ کے بیچ میں آتی ہے ورنہ عروض کی

قاعدہ کے اعتبار سے ان الفاظ کا آخری حرف نون غنہ ہے جو گر جاتا ہے اور یائے مجہول و معروف آخری رہ جاتی ہے اور سقوط یائے معروف و مجہول کے قاعدے کے مطابق گر جاتی ہے اور ان الفاظ کی شکل مندرجہ ذیل رہ جاتی ہے۔

ہ، م، کہہ، یہہ، وہ، ہم، تُھ، سُن، رَہ، نہہ، اگر سقوط (گرانے) کی ضرورت پیش نہ آئے تو بدستور قائم رہتی ہے صرف نون غنہ حسبِ قاعدہ گر جاتا ہے۔

نکتہ یہ عمل ہندی الفاظ کی یائے معروف و مجہول کے ساتھ روا ہے لیکن عربی فارسی یائے معروف کے ساتھ جائز نہیں مثلاً بلندی، قطعی، امیری، غریبی، شاعری، وغیرہ عربی فارسی الفظ کی یٓ گرائی نہیں جاسکتی۔

علاماتِ جمع

علامت جمع کی ے ہندی اسماء کی جمع کی ے گرائی جاسکتی ہے مثلاً لڑکے۔ ٹکڑے گھوڑے وغیرہ اگر ضرورت نہ ہو تو گرائی نہ جائے۔ گرانے کی حالت میں ان الفاظ کی صورت مندرجہ ذیل رہتی ہے لڑک، ٹکڑ، گھوڑ وغیرہ۔

علامت جمع کی ی، ن ہندی قاعدے سے بنائی ہوئی جمع کے یٓ، نٓ بھی گرائے جاسکتے ہیں مثلاً آنکھیں، نظریں، قلمیں، غزلیں۔ وغیرہ کے یٓ، نٓ گرائے جاسکتے ہیں اور گرانے کے بعد ان کی صورتیں یہ ہوتی ہیں۔ نظر، قلم، غزل، لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو گرایا نہ جائے۔

علامت جمع کے و، ن ہندی قاعدے سے بنائی ہوئی جمع کے وٓ، نٓ بھی گرائے جاسکتے ہیں مثلاً آنکھیں، نظروں، قلموں، غزلوں، وغیرہ کے وٓ، نٓ گرائے جاسکتے ہیں اور ان کے

گرانے کے بعد ان کی یہ صورتیں رہتی ہیں۔ آنکھ، نظر، قلم، غزل، وغیرہ لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو گرایا نہ جائے بعض اہلِ فن ان کا گرانا جائز نہیں سمجھتے۔

ہائے ہوز

ہی، تم ہی، اور ہی، وغیرہ کچھ لفظ ایسے ہیں کہ جن کی ہائے ہوز گرائی
، و، آپی، تمی، اوری رہ جاتے ہیں مگر عموماً تحریر میں ان کی اصل

ساکن حروف کا متحرک ہونا اور گرنا

ایک ساکن

جب کسی لفظ میں متحرک حرف کے بعد ایک ساکن ہو تو وہ ساکن ہی رہتا ہے
مثلاً اَبْ، جَبْ، سَبْ، وغیرہ کی بْ ساکن ہی رہے گی۔

دو ساکن

جب کسی لفظ میں دو ساکن حروف برابر ہوتے ہیں تو پہلا ساکن حرف ساکن ہی رہتا ہے اور دوسرا ساکن حرف متحرک ہو جاتا ہے مثلاً خون، رنج، خیر، قدر، مست، زخم، داغ میں دو ساکن حرف ہیں لہٰذا پہلا ساکن حرف ساکن ہی رہا۔ اور دوسرے ساکن متحرک کر لیا جاتا ہے۔ اور ان کی شکل یہ ہو گی خون، رنج، خیر، قدر، مست، زخم، داغ اور یہ فَاْعُ کے وزن ہوں گے۔

تین ساکن

جب کسی لفظ میں تین ساکن حرف برابر برابر ہوتے ہیں تو پہلا ساکن حرف ساکن ہی رہتا ہے۔ دوسرا حرف متحرک ہو جاتا ہے مگر تیسرا ساکن حرف گرا دیا جاتا ہے۔ مثلاً دوست

گوشت، پوست، راست، کوفت، سوخت، وغیرہ کا تیسرا ساکن حرف ت گر جاتا ہے اور ان الفاظ کی یہ صورت رہ جاتی ہے۔ دوس، گوش، پوس، راس، کوف، سوخ، اور تقطیع میں ان کا وزن فاع کے برابر ہوتا ہے۔

پہلے مصرع کے آخر میں کئی ساکن

اگر پہلے مصرع کے آخر میں کئی ساکن ہوں اور دوسرا اور تیسرا ساکن بحر سے باہر ہو تو تیسرا ساکن گر جاتا ہے اور دوسرا ساکن زِحاف کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہماری رائے میں مبتدیوں کو دوسرے ساکن کو بھی گرا ہوا سمجھنا چاہیے تا کہ الجھن نہ ہو مہارت ہونے پر زحاف کی شکل خود بہ خود سمجھ میں آجائے گی۔ گویا مبتدی یہ یاد رکھیں کہ اگر پہلے مصرع کے آخر میں تین ساکن ہیں تو آخری دو ساکن گر جاتے ہیں۔

متحرک کا ساکن ہونا

بعض جگہ رکن میں ساکن حرف ہوتا ہے لیکن جو حرف لانا ہے اس میں متحرک حرف ہے تو اسے ساکن کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً اس مصرع میں کہ ''تم نے بات نہ مانی میری'' اس میں بات کی ت دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہے اور نہ کا نون متحرک ہے اسے ساکن کر لیا گیا ہے اب یہ لفظ باتن ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس کی تقطیع یوں ہو گی۔

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ
تم نے	باتن	مانی	میری

ہدایت

﴿سیکھنے کے دوران کی ہدایتیں﴾

ا۔ تقطیع کے وقت ان کا لکھنا نہ لکھنا برابر ہے جو حروف تقطیع میں گر جاتے ہیں۔ لیکن اگر اصل شکل قائم رکھنا مناسب ہو تو لکھے جا سکتے ہیں۔

ب۔ جو حرف تقطیع میں گر جاتے ہیں اگر انھیں لکھا جائے تو بہتر یہ ہے کہ ان کے نیچے ضرب کا

نشان (×) بنا دیا جائے۔

ج۔ تقطیع کرنے کی حالت میں اگر کوئی لفظ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بے معنیٰ ہو جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

د۔ اگر دو ساکن ہوں اور دوسرے کو متحرک کیا جائے تو اس کے اوپر جزم (ْ) اور نیچے ایک خط کھینچ دیا جائے تا کہ یاد رہے کہ یہ حرف پہلے ساکن تھا پھر متحرک ہوا ہے جیسے عِشقِ فکرِ۔

تقطیع کی مشق

ا۔ تقطیع کے لیے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ تقطیع کے اصول وضوابط کو کئی بار سمجھ سمجھ کر پڑھ لیا جا ئے تا کہ تبدیلی سے جو صورتیں بنتی ہیں وہ یاد ہو جائیں۔

۲۔ تقطیع میں پہلے ساکن و متحرک کی شناخت پیدا کی جائے یعنی یہ معلوم کیا جائے کہ شعر میں متحرک حروف کون کون سے ہیں اور ساکن حروف کون کون سے ہیں اور اس کے لیے مناسب تدبیر یہ ہے کہ مشق کے واسطے بحروں کے ذیل میں جو اشعار دیئے گئے ہیں ان پر اعراب لگائے جائیں اور کسی واقف کار کو دکھالیا جائے کہ یہ صحیح لگائے گئے ہیں یا نہیں الغرض اگر کوئی بیس پچیس اشعار پر اعراب لگا لیے جائیں تو ساکن و متحرک کی شناخت پیدا ہو جائے گی۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

۳۔ بعد ازاں دو اور تین ساکنوں پر نظر ڈالی جائے دوسرے ساکن کو متحرک بنایا جائے اور اس کے نیچے خط کھینچ دیا جائے اور تیسرے ساکن کو گرا دیا جائے اور اس کے نیچے ضرب کا نشان (×) بنا دیا جائے۔

۴۔ اس کے بعد واؤ معدولہ نون غنہ اگر ہو تو اس پر خط کھینچ لیا جائے تا کہ یاد رہے کہ یہ تقطیع میں شمار نہ ہوں گے۔

۵۔ جب اشعار کو اس طرح دیکھ لیا گیا ہو تو پھر یہ دیکھا جائے کہ وہ کون سی بحر کے ذیل میں لکھے ہیں جس بحر کے ذیل میں ہوں اسی بحر کے ارکان کو ترتیب وار اعراب سمیت لکھ لیا جائے۔ اور ارکان

کے درمیان قدرے فاصلہ چھوڑا جائے بہتر یہ ہے کہ کاپی کے ورق کو چار حصوں پر تقسیم کرلیا جائے اور ہر حصے میں ایک رکن لکھ لیا جائے اور پھر شعر کے الفاظ کو ان ارکان کے نیچے اس طرح لکھا جائے کہ متحرک۔ متحرک کے نیچے اور ساکن۔ ساکن کے نیچے آجائے۔ مثال کے طور پر یہاں ایک شعر کی تقطیع لکھی جاتی ہے۔

تقطیع کی مثال

مَفَاعِیلُنْ	مَفَاعِیلُنْ	مَفَاعِیلُنْ	مَفَاعِیلُنْ
فروغِ شا	نِ محبوبی	ہے کس کے عہد	دو پیاں میں
جمالِ دل	ربائی گل	فشاں ہے کس	کے داماں میں

پہلے مصرع کا عمل

ا۔ پہلے رکن میں غَ کے نیچے اضافت کا زیر ہے جو قاعدہ نمبر ۱۵ کے مطابق دو حرفی ہو گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں نَ کے نیچے بھی اضافت کا زیر ہے جو قاعدہ نمبر ۱۵ کے مطابق دو حرفی نہیں ہوا بلکہ ایک حرفی ہے۔

۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے مجہول ہندی، ہے جو قاعدہ نمبر ۲۵ کے مطابق گر گئی ہے اور صرف ہ رہ گئی ہے جو ایک حرفی ہے۔

۴۔ چوتھے رکن میں دو کا واوٗ حرفِ علت ہونے کی وجہ سے قاعدہ نمبر ۱۸ کے مطابق گر گیا ہے اور دُ رہ گیا ہے۔

۵۔ چوتھے ہی رکن میں پیاں اور میں کے نون غنہ قاعدہ نمبر ۱۱ کے مطابق گر گئے ہیں۔ اور اب مصرع کی شکل یہ ہو گئی ہے۔

فروغے شا	نِ محبوبی	ہِ کس کے عہد	دُ پیامے

دوسرے مصرع کا عمل

۱۔ پہلے رکن میں جمال کے لؔ کے نیچے اضافت کا زیر ہے جو قاعدہ نمبر ۱۵ کے مطابق دو حرفی (لے) ہو گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں ئیؔ کے اوپر ہمزہ ہے جو قاعدہ نمبر ۷ کے مطابق دو حرفی ہو گیا ہے۔

۳۔ تیسرے رکم میں کے کی یائے مجہول ہندی ہے جا قاعدہ نمبر ۲۵ کے مطابق گر گئی اور کِؔ رہ گیا ہے۔

۴۔ چوتھے ہی رکن میں داماںؔ اور میںؔ میں نون غنہ ہے جو قاعدہ نمبر ۱۱ کے مطابق گر گئے اور داما اور مےؔ رہ گئے ہیں اور اب مصرع کی شکل یہ ہے۔

جمالے دل	ربائی گل	فشا ہے کس	ک داما مے

۵۔ تقطیع کی صورت میں شعر کے الفاظ کو خواہ اصل صورت میں لکھا جائے اور خواہ تبدیل شدہ صورت میں دونوں طرح جائز ہے اور دونوں طرح لکھا جا سکتا ہے۔

۶۔ تقطیع کے دوران میں تقطیع کے اصول وضوابط کو ضرور پیش نظر رکھا جائے اور جہاں دشواری لاحق ہو گھبرا کر چھوڑا نہ جائے بلکہ تقطیع کے اصول وضوابط میں حل تلاش کیا جائے۔اس طرح یہ کام آسان ہوتا چلا جائے گا۔

۷۔ بہتر یہ ہے کہ ابتدا میں چند اشعار کی تقطیع کسی استاد یا واقفِ فن کی مدد سے کی جائے تو قاعدوں کی تلاش کی زحمت سے نجات مل سکتی ہے اور طبعیت کو بھی کوفت اور تھکان نہ ہوگی بلکہ لطف آنے لگے گا اور دل لگنے لگے گا۔

الغرض اس طرح دس پندرہ غزلوں کی تقطیع کرنے سے تقطیع کے اصول وضوابط بھی یاد ہو جاتے ہیں اور تقطیع کرنے کی مشق بھی ہو جاتی ہے اور ارکانِ بحر بھی خود بہ خود یاد ہو جاتے ہیں۔

ارکانِ بحر

بعض مبتدیوں کو یہ گمان ہے کہ جو اشعار کسی بحر کے ذیل میں لکھے ہیں ان کی بحر کا تو علم ہے کہ وہ اسی بحر کے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ اور اشعار کے متعلق یہ کیسے سمجھا جائے کہ یہ کس بحر کے اشعار ہیں؟

یہ سوال دراصل قبل از وقت ہے دس پندرہ غزلوں کی تقطیع کرنے کے بعد اگر یہ احتمال باقی رہے اور یہ سوال پیدا ہو سکے تو ضرور کیا جائے ورنہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اتنی ہی مشق سے اس سوال کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔ اور طبعیت خود بہ خود بحر کی جستجو کرلے گی اور ڈھونڈ نکالے گی۔

اگر یہ نہ ہو سکا تو سمجھئے کہ ابھی مشق میں خامی اور مسلسل مشق سے اسے رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ اوزانِ بحر کو ازبر کرلیا جائے مگر یہ تدبیر ہمارے نزدیک زیادہ سودمند نہیں۔

بہرحال تقطیع کی مشق ہی عروض کی روح ورواں ہے۔ اس سے بہت سے فائدے ہیں۔ لگاتار مشق کرتے رہنے سے عروض کے نکات وغوامض پر بھی عبور ہو جاتا ہے اور عروض میں کامل مہارت پیدا ہو جاتی ہے۔

سالم اور مزاحف بحروں کا نقشہ

﴿ مرکب بحریں ﴾

مفرد بحریں سالم۔ ۷	مرکب بحریں سالم۔ ۱۲
مفرد بحریں مزاحف۔ ۳۱	مرکب بحریں مزاحف۔ ۲۷

بحریں

تقطیع اور تشریح

اس عنوان کے تحت اب سلسلہ وار سَالم اور مزاحف بحریں کے وزن لکھے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک شعر یا ایک مصرع کی تقطیع اور الفاظ و حروف میں جو تبدیلی ہوئی ہے اسے بھی لکھ دیا جاتا ہے تا کہ تقطیع کے سمجھنے میں آسانی اور سہولت ہو۔ نیز ہر بحر کے آخر میں تقطیع کی مشق کے لیے اشعار بھی لکھے جاتے ہیں جو اسی بحر کے ہیں جس کے تحت وہ لکھے گئے ہیں تا کہ ساتھ ہی ساتھ تقطیع کی مشق بھی جاری رہے۔

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ مشقیہ اشعار کی تقطیع سے تقطیع کے اصول وضوابط بھی ذہن نشیں ہو جاتے ہیں۔ بحروں کے اوزان بھی خود بہ خود یاد ہو جاتے ہیں اور تقطیع کی مشق بھی بڑتی چلی جاتی ہے۔ نیز اس فن کے غیر مانوس اور نہ مطبوع ہونے کی شکایت بھی رفع ہو جاتی ہے بلکہ دل لگنے لگتا ہے اور تقطیع کے نکات اس طرح وارد ہونے لگتے ہیں جس طرح ایک شاطر کو شطرنج کی چالیں سوجھنے لگتی ہیں اور لطف آنے لگتا ہے۔

سَالم اور مزاحف بحریں

سَالم وہ بحر ہے جس کے ارکان بدستور رہوں اور ان میں زِحاف کی وجہ سے کوئی تغیر یا تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ اور مزاحف وہ بحر ہے جس کے ارکان میں زِحاف کی وجہ سے کوئی تغیر یا تبدیلی ہوئی ہو۔ ذیل میں پہلے سَالم بحر اور پھر اس کی مزاحف بحریں لکھی جاتی ہیں۔

مثمن مسدّس اور مربع

جس بحر میں آٹھ رکن ہوتے ہیں اسے مثمن کہتے ہیں جس میں چھی ہوتے ہیں اسے مسدّس اور جس میں چار ہوتے ہیں اسے مربع کہتے ہیں۔

مفرد بحریں

ا۔ بحرِ ہزج[1] سالم

مَفَاعِیْلُن ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا

اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

تقطیع

مَفَاعِیْلُن	مَفَاعِیْلُن	مَفَاعِیْلُن	مَفَاعِیْلُن
ک دل اٹکا	کُ یا سودا	ن ان زلفو	ن کھینچے شا
ر کو جھٹکا	ن دے زنجی	توا ہے یے	اسیرے نا

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا اور اے کا الفِ وصل گر گیا اور اس کی حرکت چ کو دیدی گئی اور اسے یے سے ملا دیا۔

۲۔ لفظ شانہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں نہ کی ہائے مخفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں زلفوں کا نون غنہ گر گیا اور زلفو رہ گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں کو کی واوِ علت گر ئی اور کُ رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں یاں کا نون غنہ گر گیا اور یا رہ گیا۔

۷۔ چوتھے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور کَ رہ گیا۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اسیر کے نیچے فارسی اضافت کا زیر ہے جس نے ے کی شکل اختیار کر لی اور وہ ایک ساکن حرف ہو گئی ہے۔

۹۔ لفظ ناتواں قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں تواں کا نون غنہ گر گیا اور توا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں یہ کی ہائے مختفی نے ے کی شکل اختیار کر لی ہے اور یے ہو گئی ہے۔

[1] دل کش آواز

۱۲۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور نَ رہ گیا۔
۱۳۔ لفظ زنجیر قطع ہوکر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۴۔ چوتھے رکن میں زنجیر کی رَ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی۔

مشق نمبرا تقطیع کرو۔

۱۔ فروغِ شانِ محبوبی ہے کس کے عہد و پیماں میں
جمالِ دل رُبائی گل فشاں ہے کس کے داماں میں

۲۔ یہی دل سوزِ الفت ہیں یہی جانِ محبت ہیں
انھی مخمور آنکھوں میں نہاں سارفسانہ ہے

۳۔ شَرَف حاصل ہے جن کو موجدِ بابِ فصاحت کا
وہی اخلاق ہم مشہورِ عالم دلّی والے ہیں

بحرِ ہزج کی مزاحف بحریں

بحرِ ہزج مثمن اخرب

مَفعُو لُ۔مَفَاعِیلُن۔مَفعُو لُ۔مَفَاعِیلُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

اے دل نہ کر اس خط کا نظّارہ کہ ہے افعی

تقطیع

مَفعُولُ	مَفَاعِیلُن	مَفعُولُ	مَفَاعِیلُن
اے دل ن	کر س خط کا	نظا ظار	کِ ہی افعی

۱۔ پہلے رکن کے آخر میں ہائے مختفی ہے جو شمار نہیں ہوئی اس لیے نَ رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں اس کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت رَ کو دے دی گئی اس رَ۔سَ سے مل گئی کرِس ہو گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں نظّارہ کی ظ مشدّد ہے جو دو بار شمار کی گئی ہے اور ہ (ہائے مختفی) شمار نہیں کی گئی اور نظّا رَرہ گیا۔

۴۔ چوتھے رکن میں کہ کی ہ (ہائے مختفی) شمار نہیں کی گئی اور کہ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر۲ تقطیع کرو۔

۱۔ ہے مشقِ سخن جاری چکّی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

۲۔ دو چاند سے مکھڑے پر ڈالے ہوئے آنچل ہے
یا ابر کے سائے میں خورشید جھلا جھل ہے

۳۔ اے دوست کوئی مجھ سا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

مَفعُولُ۔مَفَاعِیلُ۔مفَاعِیلُ فَعُولُن ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

مقدر نہیں اس کی تجلی کے بیان کا جوں شمع سراپا ہوا گر صرف زباں کا

تقطیع

فَعُولُن	مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ	مَفعُولُ
بیا کا	تجل لی کِ	نہی اس کِ	مقددرِ
زبا کا	اگرصرف	سراپا ہُ	جو شمع

نکتہ اگر کسی جگہ شعر میں عروض مَفاعَیلُ اور ضرب فعُولُنُ ہے تو بھی جائز ہے۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مقدر کی ر دوسرا ساکن ہے۔اس لیے متحرک ہوگئی ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں نہیں کا نون غنہ گر گیا اور نہی رہ گیا ہے۔

۳۔ اسی رکن میں کی کی علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں تجلّی کا لام مشدّد ہے جو دوبار آیا ہے۔تجل لی۔

۵۔ اسی رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔

۶۔ چوتھے رکن میں بیاں کا نون غنہ گر گیا اور بیا رہ گیا۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں جوں کا نون غنہ گر گیا اور جو رہ گیا۔
۸۔ اسی مصرع کے دوسرے رکن میں ہو کا واؤ علت گر گیا اور ہُ رہ گیا۔
۹۔ اسی مصرع کے تیسرے رکن میں صرف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی۔
۰۔ اسی مصرع کے چوتھے رکن میں زباں کا نون غنہ گر گیا اور زبا رہ گیا۔

مشق نمبر ۳ تقطیع کرو۔

۱۔ گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

۲۔ بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

۳۔ چھوڑا مہ نخشب کی طرح دستِ قضا نے
خورشید ہنوز اس کی برابر نہ ہوا تھا

بحرِ ہزج مثمن اشتر

فَاعِلُنْ۔مَفَاعِیْلُنْ۔فَاعِلُنْ۔مَفَاعِیْلُنْ۔
ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

بزمِ غیر سے اٹھنا یار کا تعجب ہے ۔۔۔ معتقد ہوں میں اپنے جذبہ محبت کا

تقطیع

فَاعِلُنْ	مَفَاعِیْلُنْ	فَاعِلُنْ	مَفَاعِیْلُنْ
بزمِ غے	رسے اٹھنا	یارکا	تعج جب ہے
معتقد	ہُ مے اپنے	جذبۓ	محب بت کا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں بزم کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت جو کھینچ کر پڑھا نہیں گیا
۔اور ایک حرفی رہا۔
۲۔ لفظ غیر قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں غیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۴۔ اسی رکن میں اٹھنا کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں تعجب کی جیم مشدّد ہے اس لیے وہ دوحرفی شمار ہوگئی۔
۷۔ دوسرے مصرع کے دوسرے رکن میں پہلے ہوں کا نون غنّہ گرا پھر واوٗ علت گرگئی اس لیے
۸۔ اسی رکن میں میں کا نون غنّہ گرگیا اور مے رہ گیا۔
۹۔ تیسرے رکن میں جذبہ کی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے ے کی شکل اختیار کرلی ہے۔
۱۰۔ چوتھے رکن میں محبت کی ب مشدّد ہے اس لیے دوحرفی شمار ہوئی ہے۔

مشق نمبر۴ تقطیع کرو

۱۔ عشق سے طبعیت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی دردِ لا دوا پایا

۲۔ دوست دارِ دشمن ہے اعتمادِ دل معلوم
آہ بے اثر دیکھی نالہ نارسا پایا

۳۔ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا

بحرِ ہزج مقصور محذوف

مَفَاعِیلُ۔مَفَاعِیلُ۔مَفَاعِیلُ۔فَعُوْلُنْ۔

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نہ کھینچ آہ۔نہ کھینچ آہ۔دلِ یار ہے نازک

مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ	فَعُوْلُنْ
ن کھینچ ہ	ن کھینچ ہ	دلے یار	ہِ نازک

نکتہ مَفَاعِیل مقصور ہے اور فَعُوْلُنْ محذوف ہے۔

۱۔ پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی ہے اور ن رہ گیا۔
۲۔ اسی رکن کے کھینچ آہ میں الف ممدودہ ہے جو دوحرفی ہے (اَا) اور جس میں سے ساکن الف گرگیا اور متحرک الف کی حرکت چ کو دے دی اور پھر اسے چ میں شامل کردیا گیا اور کھینچا ہوگیا۔
۳۔ اسی رکن میں آہ کی ہ دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہوگئی ہے۔

۴۔ یہی عمل دوسرے رکن میں بھی ہوا ہے جو پہلے رکن میں ہوا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں دلؔ کے لامؔ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی اور لیے ہوگئی ہے۔

۶۔ اس رکن میں یارکی رؔ دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں ہےؔ کی یائے علت گرگئی ہے اور ہؔ رہ گئی ہے۔

مشق نمبر ۵ تقطیع کرو۔

۱۔ یہ ہستی و عدم ہیں نفسِ چند بشر کے
یہ جھوکے ہیں ہوا کے نہ ادھر کے نہ اُدھر کے

۲۔ یہ پڑتی ہے نظر جب کسی مرجھائی کلی پر
رو دتی ہے وہ شبنم گل خنداں کی ہستی پر

بحرِ ہزج مسدّس مقصور

مَفَا عِیلُن۔مَفَا عِیلُن۔مَفَا عِیلُ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نہ کھینچ اے شانہ زلفِ یار کو آہ　　　کہ دل بھی ہے اسی زنجیر میں قید

تقطیع

مَفَا عِیلُن	مَفَا عِیلُن	مَفَا عِیلُ
ن کھینچے شا	ن زلفے یا	ر کو اُ اُ ہ
کِ دل بھی ہے	اسی زنجی	رمے قید

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہؔ کی ہائے مختفی گرگئی اور نؔ رہ گیا۔

۲۔ اسی رکن میں اے کا الفِ وصل گر گیا اور اس کی حرکت چؔ کو ملی اور چ ے سے مل گئی اور کھینچے ہو گیا۔

۳۔ لفظ شانہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ دوسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور نؔ رہ گیا۔

۵۔ اسی رکن میں زلف کی فؔ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے

ے ہوگئی ہے۔زلفے۔

۶۔ لفظ یار قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ تیسرے رکن میں یار کی رَ ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۸۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دوحرفی ہے اس لیے اُاُ ہوگیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں آہ کی ہائے ہوز دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۱۰۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی ہے اور کِ رہ گیا۔

۱۱۔ اسی رکن میں بھی میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۱۲۔ لفظ زنجیر قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں زنجیر کی رَ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۱۴۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گرگیا اور مے رہ گیا۔

۱۵۔ اسی رکن میں قید کی دال دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

نکتہ ایک ہی شعر میں ہزج مسدّس مقصور اور ہزج مسدّس محذوف کا لانا جائز ہے۔

انھیں خود اپنی یکتائی پہ ہے ناز　　یہ حسنِ ظن صورت آفریں سے

تقطیع

مَفَاعِیْلُنْ	مَفَاعِیْلُنْ	مَفَاعِیْلُ یا فَعُوْلُنْ
انے خُدا پ	نِ یکتائی	پ ہے ناز
یے حُسنے ظن	ہَ صورت اُاُ	فری سے

مشق نمبر ۶ تقطیع کرو۔

۱۔ نہیں دیتی دکھائی صورتِ زیست　　غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج

۲۔ فلک ہر روز لاتا ہے نیا روپ　　بدلتا ہے یہ کیا کیا بہروپیا روپ

بحرِ ہزج مسدّس اخرب مقبوض اشتر مُسبغ

مَفْعُوْلُ۔مَفَاعِیْلُنْ۔

مَفَاعِیْلانُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

کہتا ہے کہ اب نہ کھینچ تو آہیں　　ہیں دل سے ترے تو ہم تلک راہیں

تقطیع

مَفْعُوْلُ	مَفَاعِلُنْ	مَفَا عِیْلا نُ
کہتا ہَ	کِ اب ن کھے	چ تو اا ہیں
ہے دل سِ	ترے ث ہم	تلک را ہیں

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا ہے۔
۴۔ لفظ کھینچ قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ کھینچ کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۶۔ تیسرے رکن میں کھینچ کی چ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۷۔ اسی رکن میں الف ممدودہ (آ) ہے جو دوحرفی (اا) ہوگیا ہے۔
۸۔ اسی رکن میں آہیں کا نون غنہ چوں کہ آخری رکن کے آخر میں ہے اس لیئے برقرار ہے۔
۹۔ دوسرے مصرع کی پہلے رکن میں ہیں کا نون غنہ گرگیا ہے اور ہے رہ گیا ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گرگئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گرگئی اور ترے رہ گیا ہے۔
۱۲۔ اسی رکن میں تو کی واوٴ علت گرگئی اور ث رہ گیا ہے۔
۱۳۔ تیسرے رکن میں راہیں کا نون غنہ چوں کہ آخری رکن کے آخر میں ہے اس لیے برقرار ہے۔

مشق نمبر ۷ تقطیع کرو۔

۱۔ بیٹھا وہ رقیب کے جو پہلو میں	اٹھا ہے یہ دردِ دل کہ کھینچی آہ
۲۔ جی میں ہے کسی کو منھ نہ دکھلاؤں	اک کھینچ کے آہِ سرد مرجاؤں
۳۔ پہنے جو وہ گل عذار ہے تعویذ	دکھلاتا عجب بہار ہے تعویذ

بحرِ ہزج مسدّس اخرب مقبوض

مَفعُولُ۔مفَا عِلُنُ۔مَفَاعِیْلُنُ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

کہتے ہیں کہ وہ نگار آتا ہے　　کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہے

تقطیع

مَفَاعِیْلُنُ	مَفَا عِلُن	مَفعُوْل
ر اَاْ تا ہے	ک وہ نگا	کہتے ہ
سِ جاتا ہے	دَ جی ہِ تن	کا فا ءِ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہیں کا نون غنہ اوریائے علت گر گئے اور ہِ رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گر گئی اور کِ رہ گیا۔

۳۔ لفظ نگار قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں نگار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی اور الف ممدودہ دو حرفی ہوگیا ہے۔اَاْ

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کیا کی ی یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اس لیے کا رہ گیا۔

۶۔ لفظ فائدہ قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۷۔ دوسرے رکن میں فائدہ کی ہائے مختفی گر گئی اور فائد رہ گیا۔

۸۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔

۹۔ تیسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا۔

مشق نمبر ۸ تقطیع کرو۔

۱۔ گل پھولے جو تھے چمن میں چھڑتے ہیں
وہ نقش و نگار سب بگڑتے ہیں

۲۔ کیا پوچھتا حال ہے تو بلبل کا
جو اس پہ گزرنی تھی وہ گزری ہے

بحرِ ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف

مَفعُولُ ۔مَفاعِلُن ۔فَعُولُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

دیوانہ روئے یار ہوں میں　　　اس کام میں ہوشیار ہوں میں

تقطیع

مَفعُولُ	مَفَاعِلُن	فَعُولُن
دیوان	ءِ روے یا	ر ہو مے
اس کام	م ہوشیا	ر ہو مے

ا۔ لفظ دیوانہ قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں نہ کی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی اس لیے ایک حرفی ہے۔

۳۔ اسی رکن میں روئے کی اضافت بھی کھینچ کر نہیں پڑھی گئی اس لیے یہ بھی ایک حرفی ہے۔

۴۔ لفظ یار قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۶۔ اسی رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کام کی م دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور مِ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ لفظ ہوشیار قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں ہوشیار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۱۲۔ اسی رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۹ تقطیع کرو۔

(۱) آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے　　　جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجے

(۲) اے خانہ خراب یہ خرابی　　　دیکھ آپ کو اے دل اور سنبھل کچھ

(۳) گل چین تجھے کیا تری بلا سے　　　گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

بحرِ ہزج مسدّس اخرم محذوف اشتر

مَفعُولُن۔ فَاعِلُن۔ فَعُولُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

دیکھا ہے روئے یار میں نے　　　دیکھی ہے اک بہار میں نے

تقطیع

مَفعُولُن	فَاعِلُن	فَعُولُن
دیکھا ہے	روے یا	رمے نے
دیکھی ہے	اک بہا	رمے نے

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن کے دیکھا میں ہائے مخلوط ہے جو کاف سے مل کر ایک حرف بن گئی ہے اور شمار نہیں کی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن کے روئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی اس لیے ایک حرفی ہے۔

۳۔ لفظ یار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

۵۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن کے دیکھی میں ہائے مخلوط ہے جو کاف سے مل کر ایک حرف بن گئی ہے اور شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ لفظ بہار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۸۔ تیسرے رکن میں بہار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

۹۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۰ تقطیع کرو۔

ا۔ کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر　　　آفت کی رات سر پر آئی

۲۔ گویا خرطوم اژدہا تھی　　　صورتِ دیوارِ قہقہا تھی

۳۔ صبح کاذب کو دن نہ جانو　　　ٹی دھوکے کی ہے یہ مانو

بحرِ ہزج مسدّس اخرب مقبوض مقصور
مَفعُولُ ۔مَفاعِلُنُ ۔مَفاعِیلُ ۔

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

رہتا ہے سدا خیالِ دل دار ‌ ‌ ‌ ‌ نے طالبِ باغ ہوں نہ گل زار

تقطیع

مَفعُولُ	مَفاعِلُنُ	مَفاعِیلُ
رہتا ہِ	سدا خیا	لِ دل دار
نے طالِ	بِ باغ ہو	نَ گل زار

نوٹ ۔ یہ مثنوی کی بحر ہے۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۲۔ لفظ خیال قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ تیسرے رکن میں خیال کے لام کے نیچے زیر (فارسی اضافت) ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۴۔ دوسرے مصرع میں لفظ طالبِ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۵۔ دوسرے رکن میں طالب کی ب کے نیچے زیر (فارسی اضافت) ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۶۔ اسی رکن میں باغ کا غین دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا ہے۔

۸۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۱ تقطیع کرو۔

۱۔ بیڑے چکھے پان کے مزے دار ‌ ‌ ‌ ‌ قلیاں پیے مشک بو دھنواں دھار

۲۔ چنچل پیاری تھی مادہ فیل اک ‌ ‌ ‌ ‌ جس پر ہو جائیں غش بد و نیک

۳۔ عشق رخ و زلف میں کیا کوچ ‌ ‌ ‌ ‌ شب آ کے رہا سحر کیا کوچ

نکتہ ۱۔ مسدّس اخرب مقبوض محذوف ‌ ‌ ۲۔ مسدّس اخرب مقبوض مقصور
۳۔ مسدّس اخرم محذوف اشتر۔ یہ تینوں وزن ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اگر انھیں ایک غزل میں جمع کر لیا جائے تو جائز ہے۔

۲۔ بحرِ رجزؔ سالم

مُستَفعِلُن ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

ساغر مئے گل رنگ کا بھر کر مجھے دے ساقیا!

زہد و دروع جھگڑا ہے کیا عہدِ جوانی مفت ہے

تقطیع

مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن
ساغر مئے	گل رنگ کا	بھر کر مجھے	دے ساقیا
زہدودروع	جھگڑا ہَ کا	عہدے جوا	نی مفت ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے۔ اس لیے یؔ کی صورت اختیار کر لی ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں رنگ کا نون غنہ چوں کہ کسی حرفِ علت کے بعد نہیں اس لیے برقرار رہا۔

۳۔ اسی رکن میں رنگ کا گاف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں بھر کی بھؔ اور مجھے کی جھؔ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں زہدو کا واوؔ معطوفہ ہے جو بدستور ایک حرف ساکن رہا۔

۶۔ دوسرے رکن میں جھگڑا کی جھؔ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ اسی رکن میں ہےؔ کی ہائے علت گر گئی اور ہؔ رہ گیا ہے۔

۸۔ اسی رکن میں کیاؔ کی یؔ مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور کاؔ رہ گیا ہے۔

۹۔ تیسرے رکن کے عہدؔ میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے اور ساکن ےؔ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ عہدےؔ۔

۱۰۔ لفظ جوانی قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ چوتھے رکن میں مفتؔ کی تؔ دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

---

۱ اضطراب

مشق نمبر ۱۲ تقطیع کرو۔

۱۔ مستی میں لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
اے اہلِ مسجد اس طرف آیا ہوں میں بہکا ہوا

۲۔ مومنؔ تم اور عشقِ بتاں اے پیر و مرشد خیر ہے
یہ ذکر اور مونھ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

بحرِ رجز کی مزاحف بحریں

بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون

مُفتَعِلُن۔مُفَاعِلُن۔مُفتَعِلُن۔مُفَاعِلُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ پہلا رکن مطوی دوسرا مخبون ہے۔

خوں جو کیا ہے بے گنہ تو نے میرا دل و جگر لینے ہیں تجھ سے حشر میں اپنے یہ انتقام دو

تقطیع

مُفتَعِلُن	مُفَاعِلُن	مُفتَعِلُن	مُفَاعِلُن
خو ج کیا	ہَ بے گنے	تو نِ مرا	دلو جگر
لے نِ ہِ تجھ	سِ حشر مے	اپ نِ ی ان	تقام دو

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں خوں کا نون غنہ گر گیا اور خو رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں جو کا واؤ علت گر گیا اور ج رہ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہَ رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں گنہ کی ہائے مختفی نے ے ساکن کی شکل اختیار کر لی ہے اور گنے ہو گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۶۔ اسی رکن میں میرا کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرا رہ گیا ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں دل و کا واؤ معطوفہ لام سے مل گیا ہے اور دلو ہو گیا ہے۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں پہلے ہیں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں تجھ کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۱۱۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سَ رہ گیا ہے۔

۱۲۔ اسی رکن میں حشر کی رَ دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔

۱۳۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۱۴۔ تیسرے رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور نِ رہ گیا ہے۔

۱۵۔ اسی رکن میں یہ کی ہائے مختفی گر گئی اور یَ رہ گیا ہے۔

۱۶۔ لفظ انتقام قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۷۔ چوتھے رکن میں انتقام کی مَ دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۱۳ تقطیع کرو۔

۱۔ جام بہ کف اِدھر اُدھر کوئی سبو بدوش ہے
صبر و قرار المدد وقتِ وداعِ ہوش ہے

۲۔ قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

۳۔ لطفِ حیات چل بسا ذوقِ عمل جو کھو دیا
شمع حیات گل ہوئی سازِ طرب خموش ہے

بحرِ رجز مثمن مطوی

مُفْتَعِلُن ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

چہرے کو اس بت کے قمر دیکھے تو جل جائے وہیں

تقطیع

مُفْتَعِلُن	مُفْتَعِلُن	مُفْتَعِلُن	مُفْتَعِلُن
چہرِ کُ اس	بت کِ قمر	دیکھ تُ جل	جاءِ وہی

۱۔ پہلے رکن میں چہرے کی یائے علت (یا ہائے مختفی) گر گئی اور رِ رہ گئی۔

۲۔ اسی رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کُ رہ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں دیکھے کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور دیکھے کی دوسری یائے علت گر گئی اور دیکھ رہ گیا ہے۔

۵۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور ت رہ گیا۔

۶۔ چوتھے رکن میں جائے کی یائے علت گر گئی اور جاء رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں وہیں کا نونِ غنہ گر گیا اور وہی رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۴ تقطیع کرو۔

۱۔ ظلم کا اس سے گلہ اب ذوقِ جگر سوختہ کیا
جو نہ سے کچھ بھی بھلا اس سے کریں شکوہ بھی کیا

۲۔ جان غضب میں آپڑی کیسے چھٹوں اس سے بھلا
ناصح مشفق تو ذرا کوئی ہنر مجھ کو بتا

بحرِ رجز مسدّس سالم

مُستَفعِلُن ایک مصرع میں تین بار پورے شعر میں چھ بار۔

ہم کو ملا جو لطف کوئے یار کا
کب وہ صبا کو لطف ہے گلزار کا

تقطیع

مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن
ہم کو ملا	جو لطف کو	ئے یار کا
کب وہ صبا	کو لطف ہے	گل زار کا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کو کی واؤ علت کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے برقرار رہی۔

۲۔ دوسرے رکن میں جو کی وہی حالت ہے جو پہلے رکن میں کو کی ہے۔

۳۔ اسی رکن میں لطف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

۴۔ لفظ کوئے قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں کوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے۔

۶۔ اسی رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں وہ کی ہائے ہوز کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے گری نہیں۔

۸۔ دوسرے رکن میں تو کی واؤ علت کھینچ کر پڑھی گئی ہے۔ اس لیے برقرار رہی ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں لطف کی وہی حالت ہے جو نمبر ۲ میں لکھی گئی ہے۔

۱۰۔ تیسرے رکن میں گل زار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۱۵ تقطیع کرو۔

۱۔ آہِ دل ناشاد نے ایسا کیا — ہر گز کسی جوگا نہیں رکھا مجھے

۲۔ اس عشق نے رسوا کیا میں کیا کہوں — ایسا کیا ایسا کیا میں کیا کہوں

۳۔ شورِ جنوں برپا کیا کس نے کیا — جس نے زمین و آسمان پیدا کیا

بحرِ رجز مسدّس مطوی

مُفْتَعِلُنْ۔ ایک مصرع میں تین بار پورے شعر میں چھ بار۔

ظلم کا اب اس سے گلا لطف ہے کیا — جو نہ سنے شکوے کا کیا فائدہ ہے

تقطیع

مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ
ظلم ک اب	اس میں گلا	لطف ہِ کا
جون سنے	شکوِ ک کا	فائدہ ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا۔

۳۔ تیسرے رکن میں لطف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی۔

۴۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔

۵۔ اس رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں جو کی واؤ علت کھینچ کر پڑھی گئی لہٰذا گری نہیں۔

۷۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔

۸۔ دوسرے رکن میں شکوے کی یائے علت یا ہائے مختفی گر گئی اور شکوِ رہ گیا۔

(۹) اسی رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

(۱۰) تیسرے رکن میں فائدہ کی ہائے مختفی گر گئی اور دال متحرک ایک حرفی رہ گیا۔

مشق نمبر ۶ ۔ تقطیع کرو۔

۱۔ جانِ غضب میں ہے پڑی کیا میں کہوں　　　کچھ بھی کہا جاتا نہیں کیا میں کہوں
۲۔ کب سے ملا ہے یہ ہنر تجھ کو بلا　　　کہہ تو سہی منّی ذرا مجھ کو بتا

۳۔ بحرِ رمل سالم

فَاعِلاتُن ۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

تیرے دیوانے کی خاطر زلف کی زنجیر ہے اب

تقطیع

فَاعِلاتُن	فَاعِلاتُن	فَاعِلاتُن	فَاعِلاتُن
تیرِ دیوا	نے کِ خاطر	زلف کی زن	جیر ہے اب

۱۔ پہلے رکن میں تیرے کی دوسری یائے علت گر گئی اور تیرِ تین حرفی رہ گیا۔
۲۔ لفظ دیوانے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں کی کی یائے علت گر گئی اور کِ ایک حرفی رہ گیا۔
۴۔ تیسرے رکن میں زلف کی ف دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گئی۔
۵۔ لفظ زنجیر قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔
۶۔ چوتھے رکن میں زنجیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

نکتہ بحرِ رمل سالم کو اُردو میں بہت کم استعمال کرتے ہیں بلکہ کرتے ہی نہیں البتہ اکثر مزاحف استعمال کرتے ہیں کیوں کہ سالم اُردو کے مزاج کے موافق نہیں شعر بے لطف ہو جاتا ہے۔

مشق نمبر ۷ ۔ تقطیع کرو۔

زہرِ غم قسمت سے اپنی شیر مادر بن گیا ہے　　　جو لیا ساغر وہ مجھ کو جامِ کوثر بن گیا ہے
نونہال گلشن شاہی گرامی ہیں یہ دونوں

۱۔ بوریا بنا

بحرِ رمل کی مزاحف بحریں

بحرِ رمل مثمن مقصور

فَاْ عِلَاْ تُنْ۔فَاْ عِلَاْ تُنْ ۔فَاْ عِلَاْ تُنْ۔فَاْ عِلَاْ تْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

غیر جب کہتے ہیں مجھ کو چھوڑ دے تو کوئے یار
دیکھ کر ان کی طرف تکنے لگوں ہوں سوئے یار

تقطیع

فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَاْ عِلَاْ تْ
غیر جب کہ	تے ہِ مجھ کو	چھوڑ دے تو	کوے یار
دیکھ کر- ان	کی طرف تک	نے لگو ہو	سوے یار

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں غیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۲۔ لفظ کہتے قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں پہلے ہیں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا۔
۴۔ اسی رکن میں مجھ کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۵۔ تیسرے رکن میں چھوڑ کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۶۔ اسی رکن میں چھوڑ کی ڑ دوسرا ساکن ہے اس وجہ سے متحرک ہے۔
۷۔ چوتھے رکن میں کوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۹۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی۔
۱۰۔ لفظ تکنے قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۱۱۔ تیسرے رکن میں لگوں اور ہوں کے نون غنہ گر گئے اور لگو اور ہو رہ گیا۔
۱۲۔ چوتھے رکن میں سوئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

مشق نمبر ۱۸ تقطیع کرو۔

۱۔ آمد آمد ہے خزاں کی جانے والی ہے بہار
روتے ہیں گل زار کے در باغباں کھولے ہوئے

۲۔ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں

۳۔ نقشِ پا سے ہے خجل حسن و جمالِ آفتاب
یار کے مونھ پر چڑھے کب ہے مجال آفتاب

ہدایت اس بحر کے محذوف اور مقصور (فَاْ عِلُنْ اور فَاْ عِلَاْ تْ) دونوں زحاف ایک شعر میں جمع ہو سکتے ہیں۔ البتہ آخری مصرع میں جو زحاف ہوتا ہے وہی بحر کا نام ہوتا ہے۔

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کے گیت
آہ یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لیئے

بحرِ رمل مثمن محذوف

فَاْ عِلَاْ تُنْ۔ فَاْ عِلَاْ تُنْ۔ فَاْ عِلَاْ تُنْ۔ فَاْ عِلُنْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

دل نہ کر منّت زراہِ بے قراری بیش تر نازکو کرتی ہے یاں الحاح وزاری بیش تر

تقطیع

فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَاْ عِلُنْ
دل نِ کر من	نت زار ہے	بے قراری	بیش تر
ناز کو کر	تی ہِ یا ال	حاح زاری	بیش تر

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نِ رہ گیا۔

۲۔ لفظ منّت قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۳۔ منّت کا نون غنہ مشدّد ہے جو دو بار آیا ہے۔ من نت

۴۔ دوسرے رکن میں راہ کی فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے لہٰذا راہے ہو گیا۔

۵۔ چوتھے رکن میں بیش تر کا شین دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں ناز کی ز دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔
۷۔ لفظ کرتی قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۹۔ اسی رکن میں یاں کا نون غنہ گر گیا ہے اور یا رہ گیا ہے۔
۱۰۔ لفظ الحاح قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۱۔ تیسرے رکن میں بیش کا شین دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۹ تقطیع کرو۔

۱۔ چاندنی چھٹکی ہوئی ہے جلوہ افگن نور ہے
تختہ گل ہو بہو جنت نگاہِ طور ہے

۲۔ پھر وہ حسنِ دل ستاں گل پوشِ آرائش ہوا
پھر فضائے بوستاں رشکِ بہار طور ہے

۳۔ جس سے خفتہ ملک میں احساسِ بیداری ہوا
بالیقین اخلاق وہ صبح وطن کا نور ہے

ہدایت۔ ایک مصرع میں رمل مثمن مقصور اور دوسرے میں رمل مثمن محذوف کا وزن ہو سکتا ہے۔

بحرِ رمل مثمن مکشول

فَعِلاتُ۔ فَاْعِلاْتُن۔ فَعِلاتُ۔ فَاْعِلاْتُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نہ خدا ہی ہم سے راضی نہ یہ بت ہی ہم سے خوش ہیں
رہے یوں ہی بے ٹھکانے نہ ادھر کے نے ادھر کے

تقطیع

فَعِلاتُ	فَاْعِلاْتُن	فَعِلاتُ	فَاْعِلاْتُن
ن خدا ہِ	ہم سِ راضی	نَ ی بت ہِ	ہم سِ خش ہے
رہ یو ہِ	بے ٹھکانے	نَ ادھر کِ	نے ادھر کے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گرگئی اور س رہ گیا ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں نہ اور یہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن۔ی رہ گیے۔
۵۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گئی ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں سے کی یائے علت گرگئی اور س رہ گیا ہے۔
۷۔ اسی رکن میں خوش کی واوٗ معدولہ گرگئی اور خش رہ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں رہے کی یائے علت گرگئی اور رہ ہوگیا ہے۔
۹۔ اسی رکن میں یوں ہی کا پہلے نون غنۃ گرا پھر ہی کی یائے علت گرگئی اور یوہ رہ گیا۔
۱۰۔ دوسرے رکن میں ٹھکانے کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں نہ کی یائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا۔
۱۲۔ اسی رکن میں ادھر کی دھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۳۔ اسی رکن میں کے کی یائے علت گرگئی اور ک رہ گیا۔
۱۴۔ چوتھے رکن میں ادھر کی دھ ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر۲۰ تقطیع کرو۔

۱۔ یہ نہ تھی ہماری قسمت جو وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

۲۔ تیرے تیرِ نیم کش کو کوئی مرے دل سے پوچھے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

۳۔ یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

بحرِ رمل مثمن مخبون مشعت مقصور
فَاْ عِلَاْ تُنْ۔فَعِلَاْ تُنْ۔فَعِلَاْ تُنْ۔فَعِلَاْنُ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شمع کو مونھ کے تیرے سامنے ہے کیا اب تاب ہے جو خورشید ترا چہرہ وہ کرمِ شب تاب

تقطیع

فَاْ عِلَاْ تُنْ	فَعِلَاْ تُنْ	فَعِلَاْ تُنْ	فَعِلَاْ تُنْ
شمع کو مو	ک ترے سا	منِ ہے کا	اب تا ب
ہے ج خوش	د ترا چہ	رَ وُ کرمے	شب تا ب

نکتہ دونوں مصرعوں کے شروع میں یا کسی ایک مصرع کے شروع میں فَاْ عِلَاْ تُنْ کی بجائے فَعِلَاْ تُنْ بھی ہو سکتا ہے۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مونھ کا نون غنہ مخلوط گر گیا اور مو رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور ک رہ گیا۔

۳۔ اسی رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترے رہ گیا۔

۴۔ لفظ سامنے قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں سامنے کی یائے علت گر گئی اور سامن رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں جو کی واؤ علت گر گئی اور ج رہ گیا۔

۸۔ اسی رکن میں خورشید کی واؤ معدولہ گر گئی اور خرشید رہ گیا۔

۹۔ لفظ خورشید قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں خورشید کی دال دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گئی ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں تیرا کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترا رہ گیا ہے۔

۱۲۔ لفظ چہرہ قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں چہرہ کی ہائے مختفی گر گئی اور چہر رہ گیا۔

۱۴۔ اسی رکن میں وہ کی یائے مختفی گر گئی اور وُ رہ گیا ہے۔

۱۵۔ اسی رکن میں کرم فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے ساکن ے کی شکل اختیار کر لی ہے۔

مشق نمبر ۲۱ تقطیع کرو۔

۱۔ دردِ پہلو غمِ جاں کاہ مصیبت کی بات
کیا کہوں میں کہ ترے ہجر میں گزری کیا رات

۲۔ یہی دل ہے کہ ہوا تھا نہ کبھی غم ناک
یہی دل ہی کہ ہوا تیغِ قضا سے صد چاک

۳۔ غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز
کہ رہیں خون جگر سے مری آنکھیں رنگین

بحرِ رمل مثمن مخبون

فَاعِلَاتُن. فَعِلَاتُن. فَعِلَاتُن. فَعِلَاتُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار ۔

یار کا چہرۂ رخشاں ہے دلا رشک دہ گل
اور وہ کاکلِ مشکیں ہے عجب غیرتِ سنبل

تقطیع

فَاعِلَاتُن	فَعِلَاتُن	فَعِلَاتُن	فَعِلَاتُن
یار کا چہ	رہ رخشا	ہِ دلارش	ک دہے گل
اور وہ کا	کلِ مشکی	ہِ عجب غے	رَتِ سنبل

نکتہ اگر دونوں مصرعوں کے شروع میں فَاعِلَاتُن کی بجائے فَعِلَاتُن ہو تو جائز ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

۲۔ لفظ چہرہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں چہرہ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی لہذا ہ متحرک ہے۔

۴۔ اسی رکن میں رکشاں کا نون غنہ گر گیا اور رخشا رہ گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۶۔ لفظ رشک قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں وہ کی فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے لہٰذا ے کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اور کی ر دوسرا ساکن ہے اس وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

۹۔ اسی رکن میں وہ کی ہائے مختفی کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے گری نہیں۔

۱۰۔ لفظ کاکل قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ دوسرے رکن میں کاکل کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۲۔ اسی رکن میں مشکیں کا نون غنہ گر گیا اور مشکی رہ گیا ہے۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا۔

۱۴۔ چوتھے رکن میں غیرت کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

مشق نمبر ۲۲ تقطیع کرو۔

۱۔ گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے رزق رسانی
ترے الطاف سے محروم نہ مے خوار نہ منکر

۲۔ کہ تو ستار ہے اور واقفِ اسرارِ نہانی
ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی

بحرِ رمل مسدّس مخبون مشعث و مقصور

فَا عِلَا تُن ۔ فَعِلَا تُن ۔ فَعِلَانُ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

داغِ دل سینے میں آتش ہے آہ　　　آہ اک شعلۂ سرکش ہے آہ

تقطیع

فَا عِلَا تُن	فَعِلَا تُن	فَعِلَا تُن
داغِ دل سی	نِ مِ آتش	ہے اآہ
اآہ اک شع	لۂ سرکش	ہے اآہ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں داغِ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۲۔ لفظ سینے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں سینہ کی ہائے مختفی گر گئی اور سینِ رہ گیا ہے۔
۴۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور مِ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں آتش کا الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے (اَا) پہلا متحرک دوسرا ساکن۔
۶۔ تیسرے رکن میں آہ کا الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے پہلا متحرک دوسرا ساکن۔
۷۔ اسی رکن میں آہ کی ہائے ہوز دوسرا ساکن ہے لہٰذا ہ متحرک ہو گئی ہے۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں آہ ہے اور اس پر وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کے تیسرے رکن میں ہوا ہے
۹۔ لفظ شعلہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۰۔ دوسرے رکن میں شعلہ میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۱۔ تیسرے رکن میں آہ ہے اس پر بھی وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کے تیسرے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۲۳ تقطیع کرو۔

۱۔ میں شہید غم الفت ہوں عظیم ہے کفن بھی مرا آخر صد چاک
۲۔ کاش یوں ہو غمِ الفت کے بغیر زندگانی انھیں دوبھر ہو سو جائے

نکتہ ان بحروں میں آخری رکن ۔فَعِلُنْ ۔فَعِلَاتُ ۔فَعِلَانُ ۔فَعُلُنْ ۔فَاعِلَانُ ۔فَاعِلُنْ ۔فَعُوْلُنْ ۔ایک ساتھ آ سکتا ہے۔

۴۔ بحر متقارب[1] سالم۔ مثمن

فَعُولُن ۔ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

مجھے گل کے ہنسنے پہ آتا ہے رونا
کہ اس طرح ہنسنے کی خوتھی کسی کی

تقطیع

فَعُو لُنْ	فَعُو لُنْ	فَعُو لُنْ	فَعُو لُنْ
مجھے گل	ک ہنسنے	پ اَا تا	ہِ رونا
ک اس طر	ح ہنسنے	کِ خو تھی	کسی کی

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مجھے کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۲۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گی گئی اور ک رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں ہنسنے میں نون غنہ مخلوط ہے جو شمار نہیں کیا گیا۔
۴۔ تیسرے رکن میں پہ کی ہائے مختفی گرگئی اور پ رہ گیا ہے۔
۵۔اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے پہلا الف متحرک ہے اور دوسرا ساکن۔
۶۔ چوتھے رکن میں ہی کی یائے علت گرگئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ک رہ گیا۔
۸۔ لفظ طرح قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۹۔ دوسرے رکن میں ہنسنے میں نون مخلوط ہے شمار نہیں کیا گیا۔
۱۰۔ اسی رکن میں کی کی یائے علت گرگئی اور ک رہ گیا ہے۔
۱۱۔ اسی رکن میں تھی کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۲۴ تقطیع کرو۔

۱۔ ترے سرو قامت سے اک قدِ آدم
قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں

۲۔ تماشا کر اے محو آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

۳۔ بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

[1] نزدیک

بحرِ متقارب کی مزاحف بحریں

بحر متقارب مثمن مقصور

فَعُوْلُنْ ۔فَعُوْلُنْ ۔فَعُوْلُنْ ۔فَعُوْلُ ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

الٰہی میں بندہ گنہ گار ہوں　　گناہوں سے اپنے گراں بار ہوں

تقطیع

فَعُوْلُنْ	فَعُوْلُنْ	فَعُوْلُنْ	فَعُوْلُ
الاہی	مِ بندا	گنہ گا	رہوں
گناہو	سِ اپنے	گرابا	رہوں

نکتہ سالم اور مقصور دونوں ایک غزل میں لانا جائز ہے۔ یہ مثنوی کی بحر ہے۔

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں الٰہی کے لام پر الف مقصور ہے جو ساکن الف شمار کیا گیا ہے یعنی الا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور مِ رہ گیا۔
۳۔ اسی رکن میں بندہ کی ہائے مختفی الف ساکن سے تبدیل ہوگئی اور بندا ہوگیا ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں گنہ کی ہائے مختفی کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لئے گری نہیں۔
۵۔ لفظ گار قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں گنہ گار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔
۷۔ اسی رکن کے آخر میں نون غنہ ہے جو آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں گناہوں کا نون غنہ گر گیا اور گناہو رہ گیا ہے۔
۹۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۱۰۔ تیسرے رکن میں گراں کا نون غنہ گر گیا اور گرا رہ گیا ہے۔
۱۱۔ لفظ بار قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۲۔ چوتھے رکن میں بار کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۱۳۔ اسی رکن کے آخر میں نون غنّہ ہے جو آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

مشق نمبر ۲۵ تقطیع کرو۔

۱۔ پلا ساقیا! ساغرِ بے نظیر — پھنسی دامِ ہجراں میں بدرِ منیر
۲۔ کروں پہلے میں شکرِ پروردگار — کہ جس کے کرم کا نہیں کچھ شمار
۳۔ غریبوں کی حالت نہایت خراب — امیروں کی دنیا شراب و کباب
۴۔ پلا ساقیا مجھ کو جامِ شراب — وہ پانی کہ ہو جس میں موتی کی آب

بحرِ متقارب مثمن محذوف

فَعُولُنْ۔فَعُولُنْ۔فَعُولُنْ۔فَعَلْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

لبِ بام کثرت جو یکسر ہوئی — تلے کی زمیں ساری اوپر ہوئی

تقطیع

فَعُولُنْ	فَعُولُنْ	فَعُولُنْ	فَعَلْ
لبے با	م کثرت	جُ یک سر	ہُ ئی
تلے کی	زمی سا	رِ اوپر	ہُ ئی

نکتہ سالم اور محذوف کو ایک جگہ جمع کرنا جائز نہیں۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں لب میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی لہٰذا لبے ہو گیا ہے۔
۲۔ لفظ بام قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں بام کی میم دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں جو کی واؤ علت گر گئی اور ج رہ گیا ہے۔
۵۔ چوتھے رکن میں سو کی واؤ علت گر گئی اور ہُ رہ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے مصرع کے دوسرے رکن میں زمیں کا نون غنّہ گر گیا اور زمی رہ گیا ہے۔
۷۔ لفظ ساری قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۸۔ تیسرے رکن میں ری کی یائے علت گر گئی اور رِ رہ گیا۔
۹۔ چوتھے رکن میں وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کی چوتھے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۲۶ تقطیع کرو۔

۱۔ چمن بوئے گل سے مہکتا رہا — قفس کو میں حسرت سے تکتا رہا
۲۔ یہ ملّا یہ لیڈر سبھی مطلبی — انھوں نے ڈبوئی ہے نیا بھری
۳۔ وہ بچپن کہ تھی پھول سی زندگی — نہیں بھولتی یاد جس کی کبھی

بحرِ متقارب مثمن مقبوض اثلم

فَعُوْلُ۔فَعْلُنْ۔فَعُوْلُ۔فَعْلُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یہ عشق اب کیا بسا ہے دل میں — کہ بحرِ خوں بہہ رہا ہے دل میں

تقطیع

فَعُوْلُ	فَعْلُنْ	فَعُوْلُ	فَعْلُنْ
یے عشق	اب کا	بسا ہَ	دل مے
ک بحرِ	خو بہہ	رہا ہَ	دل مے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یہ کی ہائے مختفی گر گئی اور یے رہ گیا۔
۲۔ دوسرے رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی اور کا رہ گیا۔
۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۴۔ چوتھے رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہ حرفِ بیان کی ہائے مختفی گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۶۔ اسی رکن میں بحرِ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۷۔ دوسرے رکن میں خوں کا نون غنہ گر گیا اور خو رہ گیا ہے۔
۸۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۹۔ چوتھے رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۷ تقطیع کرو۔

۱۔ تڑپ رہا ہوں میں نیم بسمل	خبر لے میری تو جلد آ کر
۲۔ جو کوئی ہم سے ستم کشوں کو	عبث ستا کر خفا کرے گا
۳۔ یہی کہیں گے کہ جاؤ صاحب	خدا تمھارا بھلا کرے گا

بحرِ متقارب مقبوض اثلم سولہ رکنی

فَعُوْلُ۔فَعْلُنْ۔فَعُوْلُ۔فَعْلُنْ

فَعُوْلُ۔فَعْلُنْ ۔فَعُوْلُ۔فَعْلُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

کرو توکل کہ عاشقی میں نہ یوں کرو گے تو کیا کرو گے

الم یہی ہے تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کرو گے

تقطیع

فَعُوْلُ	فَعْلُنْ	فَعُوْلُ	فَعْلُنْ	فَعُوْلُ	فَعْلُنْ	فَعُوْلُ	فَعْلُنْ
کروتَ	وک کل	ک عاشِ	قی مے	ن یوک	روگے	ت کاک	روگے
الم یے	ہی ہے	ت درد	مندو	کہات	لک تم	دواک	روگے

۱۔ پہلے مصرع میں لفظ توکّل قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں توکّل کا کاف مشدّد ہے لہٰذا دوحرفی شمار ہوا توک کل۔

۳۔ تیسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی ہے کِ رہ گیا ہے۔

۴۔ لفظ عاشقی قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۵۔ چوتھے رکن میں میں کا نون غنّہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۶۔ پانچویں رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں یوں کا نون غنّہ گر گیا اور یو رہ گیا ہے۔

۸۔ لفظ کرو قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۹۔ ساتویں رکن میں تو کی واؤ علت گرگئی اور تَ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ لفظ کرو قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۲۔ دوسرے مصرع میں لفظ یہی قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۳۔ تیسرے رکن میں تو کی واوٗ علت گر گئی اور ت رہ گیا ہے۔
۱۴۔ اسی رکن میں درد کی آخری دال دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہوگئی ہے۔
۱۵۔ پانچویں رکن میں کہاں کا نون غنہ گر گیا اور کہا رہ گیا ہے۔
۱۶۔ لفظ تلک قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۷۔ لفظ کرو قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۸ تقطیع کرو۔

۱۔ تمھارا ہم سے ہمارا تم سے نہ اُٹھ سکے گا عتاب ہرگز
اٹھے تو کیوں اٹھے بتاؤ کہ تم ہو نازک میں ناتواں ہوں

۲۔ وہ ہم سے چپ ہیں ہم ان سے چپ ہیں منانے والے منا رہے ہیں
شکایتیں دل کی ہو رہی ہیں مزے محبت کے آ رہے ہیں

۳۔ نہاں کے افشاں چنو! جبیں پر نچوڑ و زلفوں کو بعد اس کے
دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں

بحرِ متقارب مزاحف سولہ رکنی

ایک رکن اثلم و مقبوض دوسرا سالم

فَعْلُ۔فَعُوْلُنْ۔فَعْلُ۔فَعُوْلُنْ۔فَعْلُ۔فَعُوْلُنْ۔فَعْلُ۔فَعُوْلُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

سروِ خراماں ہے ترے قد پر اور گلِ تر بھی ہے ترے رُخ پر
عاشقِ شیدا والہ و رسوا حیرتِ دل سے سوزشِ جاں سے

تقطیع

فَعْلُ	فَعُوْلُنْ	فَعْلُ	فَعُوْلُنْ	فَعْلُ	فَعُوْلُنْ	فَعْلُ	فَعُوْلُنْ
سروِ	خراما	ہے ت	رِقد پر	اُر گ	لِ تر بھی	ہے ت	رِرخ پر
عاشِ	قِ شیدا	والَ	ورسوا	حیرَ	تِ دل سے	سوز	شِ جاسے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں سرو کی واؤ میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن میں خراماں کا نون غنہ گر گیا اور خراما رہ گیا ہے۔

۳۔ لفظ ترے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۴۔ چوتھے رکن میں تیرے کی درمیانی اور آخری ہائے علت گر گئی اور تر رہ گیا ہے۔

۵۔ پانچویں رکن میں اور کی واؤ علت گر گئی اور ار رہ گیا ہے۔

۶۔ لفظ گل قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ چھٹے رکن میں گل کے لام کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی ہے۔

۸۔ اسی رکن میں بھی کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔

۹۔ لفظ تیرے قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ ساتویں رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترے رہ گیا۔

۱۱۔ آٹھوں رکن میں تیرے کی آخری یائے علت بھی گر گئی اور تیر رہ گیا۔

۱۲۔ دوسرے مصرع میں لفظ عاشق قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۳۔ دوسرے رکن میں عاشق کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۴۔ تیسرے رکن میں والہ کی ہائے مختفی گر گئی اور وال رہ گیا۔

۱۵۔ لفظ حیرت قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۶۔ چھٹے رکن میں حیرت کی ت کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۷۔ لفظ سوزش قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۸۔ آٹھویں رکن میں سوزش کے ش کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ نہیں پڑھی گئی۔

۱۹۔ اسی رکن میں جاں کا نون غنہ گر گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۹ تقطیع کرو۔

۱۔ کن کن اپنی کل کو رودے ہجراں میں بکل اس کا

خواب گئی ہے تاب گئی ہے چین گیا آرام گیا

۲۔ احمد مرسل کانِ رسالت جانِ ولایت مالک ملت

ساقی کوثر شافعِ محشر مجھ کو دکھادو اپنی زیارت

۳۔ عشق کیا سر دین گیا ایمان گیا اسلام گیا ہے
دل نے یہ ایسا کام کیا کچھ جس سے تو بھی ناکام گیا ہے

۵۔ بحرِ کامل سالم

مُتَفَاْعِلُنْ۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔
مجھے آرزوئے وفا رہی تجھے مشقِ جور و جفا رہی
کہوں کیا کہ تیرے ستم سے اب مرے سر بلا سے بلا رہی

تقطیع

مُتَفَاْعِلُنْ	مُتَفَاْعِلُنْ	مُتَفَاْعِلُنْ	مُتَفَاْعِلُنْ
مجھ اٰاُ رزو	ءِ وفا رہی	تجھِ مشقِ جو	رُ جفا رہی
ک ہُ کا ک تے	رِستم س اب	مرِ سر بلا	سِ بلا رہی

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مجھے کی یائے علت گر گئی اور مجھ رہ گیا ہے جھ کے نیچے صرف زیر ہے۔
۲۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے اٰاُ پہلا متحرک اور دوسرا ساکن۔
۳۔ اسی رکن میں آرزو کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں آرزوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۵۔ تیسرے رکن میں تجھے کی یائے علت گر گئی اور جھ کے نیچے زیر رہ گیا۔
۶۔ اسی رکن میں مشق کے ق کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۷۔ لفظ جور قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۸۔ چوتھے رکن میں جور و کی واؤ معطوف گر گئی اور ر پر پیش رہ گیا۔
۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں پہلے کہوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور کہہ رہ گیا۔
۱۰۔ اسی رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں کہ حرف بیان کی ہائے مختفی گر گئی اور ک رہ گیا جس کے نیچے زیر ہے۔
۱۲۔ لفظ تیرے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۱۳۔ دوسرے رکن میں تیرے کی آخری یائے علت گر گئی اور ر رہ گیا۔
۱۴۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا جس کے نیچے زیر ہے۔
۱۵۔ تیسرے رکن میں میرے کی درمیانی اور آخری یائے علت گر گئی اور مِر رہ گیا۔
۱۶۔ چوتھے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا جس کے نیچے زیر ہے۔

مشق نمبر ۳۰ تقطیع کرو۔

۱۔ رہ عشق کے کج دپیچ میں جو رفیق تھے سو جدا ہوئے
مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دم سے ہم سفری رہی
۲۔ یہ بھی ایک ستم ہے کہ خواب میں مجھے شکل آ کے دکھا گئے
کبھی نیند برسوں میں آئی تھی سو اُسی بہانے جگا گئے
۳۔ پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا
اسے آہ دامنِ باد نے ہر شام ہی سے بجھا دیا

۶۔ بحرِ وافر سَالم

مَفَاعِلَتُنْ۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔ یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اور اُردو میں رائج نہیں۔

۷۔ بحرِ متدارک[1] سَالم

فَاعِلُنْ۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار (سَالم بہت کم مروج ہے)
زلف و رُخ خال و خط یار کا دیکھ کر

---

[1] ملنے والا

تقطیع

فَاعِلُن	فَاعِلُن	فَاعِلُن	فَاعِلُن
زلفُ رخ	خالُ خط	یار کا	دیکھ کر

۱۔ پہلے رکن میں زلف و کی واؤ معطوف گرگئی اور زلفُ پیش والی فُ ایک حرفی رہ گیا۔
۲۔ دوسرے رکن میں خال و کی واؤ معطوف گرگئی اور پیش والا لُ ایک حرفی رہ گیا۔
۳۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۴۔ چوتھے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۵۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

مشق نمبر ۱۳ تقطیع کرو۔

۱۔ ہاتھ کیا پہنچے گیسوئے خم دار تک دور کھینچنے لگا دامنِ یار تک
۲۔ مٹ گئے عشق میں امتحاں ہو چکا بس ہم پہ اے آسماں ہو چکا

بحرِ متدارک کی مزاحف بحریں

بحرِ متدارک مذال فَاعِلَانُ۔ فَاعِلُن۔ فَاعِلَانُ۔ فَاعِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شب کو رشکِ زلف سے مہ کو رنج روئے سے

تقطیع

فَاعِلَانُ	فَاعِلُن	فَاعِلَانُ	فَاعِلُن
شب کُ رشکِ	زلف سے	مہ کُ رنجِ	روے سے

۱۔ پہلے رکن میں کو کی واؤ علت گرگئی اور کُ پیش والا ایک حرفی رہ گیا۔
۲۔ اسی رکن میں رشکِ کے کاف کے نیچے فارسی اضافت ہے کو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۳۔ دوسرے رکن میں زلف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں مہ کی ہائے مختفی گری نہیں بلکہ حرف ساکن ہوگئی ہے۔
۵۔ اسی رکن میں کو کی واوٗ علت گرگئی اور کَ رہ گیا ہے۔
۶۔ اسی رکن میں رنج کی جَ کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی نہیں گئی۔

مشق نمبر ۳۲ تقطیع کرو۔

میرے ساتھ باغ میں کل وہ رشکِ گل گیا   بس تمام دفترِ دردورنج ڈھل گیا

بحرِ متدارک مثمن مخبون

فَعِلُنْ۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

میرا دشمن اگر چہ زمانہ رہا   ترا یوں ہی میں دوست یگانہ رہا

تقطیع

فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ	فَعِلُنْ
میرَ دش	مَنَ گر	چِ زما	ن رہا
ترَ یو	ہِ مِ دو	س یگا	ن رہا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں میرا کی درمیانی یائے علت اور آخری کا الفِ علت دونوں گر گئے اور مرَ رہ گیا۔
۲۔ لفظ دشمن قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں اگر کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے ساکن یعنی نون کو مل گئی اور وہ مَنَ ہوگیا۔
۴۔ لفظ اگر چہ قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں چہ کی ہائے مختفی گرگئی اور چِ رہ گئی۔
۶۔ لفظ زمانہ قطع ہوکر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔
۷۔ چوتھے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور نَ رہ گیا۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں تیرا کی درمیانی یائے علت گر گئی پھر آخر کا الف علت گر

گیا اور تَ رہ گیا۔

۹۔ اسی رکن میں یوں کا نون غنہ گر گیا اور یو رہ گیا۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔

۱۱۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گر گیا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔

۱۲۔ لفظ دوست قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں دوست کا س دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گیا اور ت تیسرا ساکن ہونے کی وجہ سے گر گئی ہے۔

۱۴۔ لفظ یگانہ قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔

۱۵۔ چوتھے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ کے زیر سے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۳۳ تقطیع کرو۔

۱۔ نہ تو اپنا رہا نہ یگانہ رہا — جو رہا سو کسی کا فسانہ رہا

۲۔ گیا موسم گردشِ ساغر سے — نہ وہ دور رہا نہ زمانہ رہا

۳۔ میرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا — ترا یوں ہی میں دوست یگانہ رہا

بحرِ متدارک مخبون سولہ رکنی

فَعِلُنُ۔ ایک مصرع میں آٹھ بار پورے شعر میں سولہ بار۔

تیرے ہاتھوں سے کچھ مرے حق میں ذرا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا

کہا تجھ سے رقیبوں نے گرچہ برا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا

تقطیع

فَعِلُنُ	فَعِلُنُ	فَعِلُنُ	فَعِلُنُ	فَعِلُنُ	فَعِلُنُ	فَعِلُنُ	فَعِلُنُ
ترِ ہا	تھ سِ کچھ	مرِ حق	م ذرا	نَ بھلا	ہِ ہوا	نَ برا	ہِ ہوا
کہہ تجھ	س رقی	بُ نِ گر	چ برا	نَ بھلا	ہِ ہوا	نَ برا	ہِ ہوا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں پہلے تیرا کی درمیانی یائے علت گر گئی پھر آخر کا الف وصل گر گیا اور ترَ رہا۔

۲۔ لفظ ہاتھوں قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں پہلے ہاتھوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور تھ رہ گیا۔
۴۔ اسی رکن میں ہاتھوں کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۵۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا۔
۶۔ اسی رکن میں کچھ کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۷۔ تیسرے رکن میں پہلے میرے کی درمیانی پھر آخری یائے علت گر گئی اور مِرِ رہ گیا۔
۸۔ چوتھے رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر علت گر گئی اور مِ رہ گیا۔
۹۔ پانچوں رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا۔
۱۰۔ اسی رکن میں بھلا کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۱۔ چھٹے رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔
۱۲۔ ساتویں رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا۔
۱۳۔ آٹھویں رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔
۱۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہا کے آخر کا الف علت گر گیا اور ہائے ہوز کے زبر سے کَہَ رہ گیا نیز تجھ میں ہائے مخلوط ہے جو نہیں گری۔
۱۵۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا۔
۱۶۔ لفظ رقیبوں قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۱۷۔ تیسرے رکن میں پہلے رقیبوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور پیش کے ساتھ رقیبُ رہ گیا۔
۱۸۔ اسی رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور نِ رہ گیا۔
۱۹۔ لفظ گرچہ قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔
۲۰۔ چوتھے رکن میں گرچہ کی ہائے مختفی گر گئی اور چَ رہ گیا۔
۲۱۔ آخری چار رکنوں میں وہی عبارت ہے جو پہلے مصرع کے آخری چار رکنوں میں ہے ان میں بھی وہی عمل ہوا جو ان میں ہوا تھا۔

مشق نمبر ۴۳ تقطیع کرو۔

ا۔ گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

۲۔ نہ گلوں میں گلوں کی سی بو دہ رہی نہ عزیزوں میں لطف کی خو دہ رہی
نہ وہ آن رہی نہ امنگ رہی نہ وہ رندی و زہد کی جنگ رہی

بحرِ متدارک مثمن مقطوع

فَعْلُنْ۔ (صورت ناقوس) ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار یہ وزن ہندی عروض (پنگل) میں بھی ہے۔

ہر دم کرتا ہوں میں زاری دیکھی بس بس تیری یاری

تقطیع

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ
ہردم	کرتا	ہو مے	زاری
دیکھی	بس بس	تیری	یاری

ا۔ پہلے مصرع کے تیسرے رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا۔
۲۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا۔
۳۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں دیکھی کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔

مشق نمبر ۳۵ تقطیع کرو۔

ا۔ وہ آفت کا پرکالا ہے سو حکمت فطرت والا ہے
۲۔ سن تو باتیں موزوں گُرکی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تُرکی

بحرِ متدارک مثمن مقطوع سوکہ رکنی

فَعْلُنْ۔ ایک مصرع میں آٹھ بار پورے شعر میں سولہ بار۔

دیکھا ہے جو مضطر دل کو ویسا پایا کب بسمل کو

تقطیع

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ
دیکھا	ہے جو	مضطر	دل کو	ویسا	پایا	کب بس	مل کو

۱۔ پہلے رکن میں دیکھا میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۲۔ لفظ بسمل قطع ہو کر ساتوں اور آٹھوں رکن میں بٹ گیا۔

مشق نمبر ۳۶ تقطیع کرو۔

دیکھی ہے جس نے اس کی صورت چپ ہے وہ مثلِ مورت
کہہ سکتا کیا ہے کوئی پھر کہہ سکتا کیا ہے کوئی

بحرِ متدارک مثمن محذوف

فَاعِلُن ۔ فَاعِلُن ۔ فَاعِلُن ۔ فَعُ ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ وزن ہندی عروض (پنگل) میں بھی ہے۔

اپنی صورت ذرا تم دیکھا دو میرے دل کی لگی کو بجھا دو

تقطیع

فَاعِلُن	فَاعِلُن	فَاعِلُن	فَعُ
اپن صو	رت ذرا	تم دیکھا	دو
میر دل	کی لگی	کو بجھا	دو

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں اپنی کی یائے علت گر گئی اور اپنِ نون کے زیر سے رہ گیا۔
۲۔ لفظ صورت قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں دیکھا کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں میرے کی آخری یائے علت گر گئی اور میرِ رہ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں بجھا کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔

مشق نمبر ۳۷ تقطیع کرو۔

۱۔ مر رہا ہوں خبر لو مسیحا ! اپنے مردے کو آ کر جلا دو
۲۔ ان کے در پر جو میں بیٹھتا ہوں تو یہ کہتے ہیں اس کو اٹھا دو

مرکّب بحریں

(سَالم اور مزاحف)

ا۔ بحرِ منسرح[1] سَالم

مُستَفعِلُن۔ مَفعُولاتُ۔ مُستَفعِلُن۔ مَفعُولاتُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر سَالم مروج نہیں بلکہ مزاحف مستعمل ہے جس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

منسرح مطوی مکشوف

مُفتَعِلُن۔ فَاْ عِلُن۔ مُفتَعِلُن۔ فَاْ عِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یار دیکھا تا ہے رخ تاب کیسے دید کی　　حضرتِ موسیٰ بھی یہاں دعوے سے خاموش ہیں

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاْ عِلُن	مُفتَعِلُن	فَاْ عِلُن
یار دکھا	تاہِ رخ	تاب کے	دیدکی
حضرتِ مو	سابھِ یا	دعوِ س خا	موش ہے

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۲۔ اسی رکن میں دکھا کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۳۔ لفظ دکھاتا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں تاب کی ب دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں دیدکی دوسری دال دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

---

[1] بدن سے کپڑے اُتارنا

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں حضرت کی ت کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی نہیں گئی۔
۸۔ لفظ موسیٰ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۹۔ دوسرے رکن میں موسیٰ کے سین پر الف مقصورہ ہے جو ساکن الف کا قائم مقام ہے موسا۔
۱۰۔ اسی رکن میں بھی کی یائے علت گر گئی اور ہائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور بھ زیر کے ساتھ رہ گئی ہے۔
۱۱۔ اس رکن میں یہاں کا نون غنہ اور ہائے ہوز دونوں گر گئے اور یا رہ گیا۔
۱۲۔ تیسرے رکن میں دعوے کی یائے علت گر گئی اور دعو رہ گیا۔
۱۳۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا۔
۱۴۔ لفظ خاموش قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۵۔ چوتھے رکن میں خاموش کا شین دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔
۱۶۔ اسی رکن میں ہیں کا نون غنہ گر گیا اور ہے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۳۸ تقطیع کرو۔

۱۔ یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے
بل بے تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
۲۔ یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا
میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا

بحرِ منسرح مطوی موقوف

مُفتَعِلُن۔ فَاْعِلَا تُ۔ مُفتَعِلُن۔ فَاْعِلَا تُ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبارے

دل میں ہم اپنے نیاز رکھتے ہیں سو طرح راز

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاْعِلَا تُ	مُفتَعِلُن	فَاْعِلَا تُ
دل م ہمپ	نے نیاز	رکھ تِ ہِ سو	طَرَح راز

۱۔ پہلے رکن میں میں کا پہلے نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور مَ رہ گیا۔

۲۔ اسی رکن میں ہم اپنے کا الف وصل گر گیا اور الف کی حرکت میم کو مل گئی اور میم پ سے مل گئی اور ہمپ ہو گیا۔

۳۔ لفظ اپنے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں رکھتے کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ اسی رکن میں رکھتے کی یائے علت گر گئی اور ر کھت رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں پہلے ہیں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔

نکتہ اس بحر کے دونوں مصرعوں میں زحاف کا اختلاف جائز ہے۔ مثلاً

ایک مصرع میں مُفْتَعِلُنْ۔ فَاْعِلُنْ۔ مُفْتَعِلُنْ۔ فَاْعِلَاْتُ

دوسرے مصرع میں مُفْتَعِلُنْ۔ فَاْعِلَاْتُ۔ مُفْتَعِلُن۔ فَاْعِلُنْ۔ ہو سکتا ہے۔

حضرتِ دل ہم تمھیں کہتے نہ تھے بار بار

طرۂ خوباں کی قید سخت ہی دشوار ہے

تقطیع

	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلُنْ۔ فَاْعِلَاْتُ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلَاْتُ یا فَاْعِلُن
پہلا مصرع	حضرتِ دل	ہم تمھے	کہہ تِ ن تھے	بار بار
دوسرا مصرع	طرۂ خو	باک قید	سخت ہِ دش	وار ہے

یا

ایک مصرع میں مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلَاْنُ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلُنْ
دوسرے مصرع میں مَفَاْعِلُنْ	فَاْعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلَاْنُ

ہو سکتا ہے۔

حالِ دلِ خستہ آہ میں نے جوان سے کہا

تو بولے یہ چپ ہی رہ سننے کی طاقت کہاں

تقطیع

	مُفتَعِلُن	فَاُعِلَان	مُفتَعِلُن	فَاُعِلُن
پہلامصرع	حالِ دلے	خست اُ آہ	ے نِ جُ ان	سے کہا
	مَفَاُعِلُن	فَاُعِلُن	مُفتَعِلُن	فَاُعِلَان
دوسرا مصرع	ٹ بولِ یہہ	چپ ہِ رہ	سن ن کِ طا	قت کہاں

مشق نمبر ۳۹ تقطیع کرو۔

خاک کے پُتلے نے دیکھ کیا ہی مچایا ہے شور
جن و ملک کے اوپر کررکھا ہے اپنا زور

بحرِ منسرح مطوی مکشوف منحور مجدوع

مُفتَعِلُن ۔فَاُعِلُن ۔مُفتَعِلُن ۔فَعْ یا فَاُع ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

کان ہیں اس کے زبس نالوں سے مملو
حالِ دل زار کب کرتا ہے مسموع

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاُعِلُن	مُفتَعِلُن	فَعْ یا فَاُع
کان ہِ اس	کے زبس	نال س مم	لو
حالِ دلے	زار کب	کرتَ ہ مس	موع

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کان کا نون دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا۔
۲۔ اسی رکن میں پہلے نالوں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔
۳۔ تیسرے رکن میں پہلے نالوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور نال رہ گیا۔
۴۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا۔
۵۔ لفظ مملو قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں حالؔ کے لامؔ کے نیچے فارسی اضافت زیر ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۷۔ اسی رکن میں دلؔ کے لامؔ کے نیچے فارسی اضافت زیر ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی اور وہ دلے ہوگئی ہے۔

۸۔ دوسرے رکن میں زارؔ کی رؔ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۹۔ تیسرے رکن میں کرتا کا الف علت گرگیا اور کرتؔ رہ گیا۔

۱۰۔ اسی رکن میں ہےؔ کی یائے علت گرگئی ارو ہِ رہ گیا۔

۱۱۔ لفظ مسموع قطع ہوکر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا نیز موع فاع کے وزن پر آیا ہے۔

مشق نمبر ۴۰ تقطیع کرو۔

۱۔ آ کہ مری جان کو کچھ تو ہو تسکین — کچھ تو تسلی ہو اس خستہ جگر کو بھی

۲۔ اے کہ ہے ذوق نظر میرے لیے تو — اے کہ ہے نور نظر راحت دل تو

بحرِ منسرح مسدّس مطوی

مُفتَعِلُن۔فَاعِلات۔ مُفتَعِلُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

نالہ دل نارسا ہے یار تلک — اپنی پہنچ کب ہے گل عذار تلک

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاعِلات	مُفتَعِلُن
نالہ دل	نارسا ہِ	یار تلک
اَپ نِ پ ہچ	کب ہَ گل ع	ذار تلک

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نالہ دلؔ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن میں ہےؔ کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا۔

۳۔ تیسرے رکن میں یارؔ کی رؔ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اپنیؔ کی یائے علت گرگئی اور اپنِ رہ گیا۔

۵۔ اسی رکن میں پہنچ کا نون غنہ گر گیا اور ہ، چ میں مل گئی اور ہچ ہو گیا ہے۔
۶۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا۔
۷۔ لفظ عذار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۸۔ تیسرے رکن میں عذار کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۱۴۱ تقطیع کرو۔

آ کہ میری جان کو قرار نہیں　　طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں

نکتہ اُردو میں یہ بحر مسدّس مروج نہیں کیوں کہ شعر نثر سے قریب تر ہو جاتے ہیں۔

بحرِ منسرح مسدّس مطوی مقطوع

مُفتَعِلُن۔ فَاعِلاتُ۔ مَفعُولُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

حالتِ دل کیا کہوں میں مہر دکو　　لوگوں نے بہکا رکھا ہے بد خو کو

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاعِلاتُ	مَفعُولُن
حالتِ دل	کا کہو م	مہر دکو
لوگ لِ بہہ	کا رکھا ہ	بد خو کو

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں حالتِ میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۲۔ دوسرے رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔
۳۔ اسی رکن میں کہوں کا نون غنہ گر گیا اور کہو رہ گیا۔
۴۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں پہلے لوگوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور لوگ رہ گیا۔
۶۔ اسی رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور ن رہ گیا۔
۷۔ لفظ بہکا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۴ تقطیع کرو۔

آنکھوں میں مے کا خمار اب تک ہے ۔ سچ کہیں ہم کو تو آپ پر شک ہے

۲۔ بحرِ مضارع سالم

مَفَاعِیلُنْ۔فَاعِ لَا تُنْ۔مَفَاعِیلُنْ۔فَاعِ لَا تُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔یہ بحر سالم استعمال نہیں کی جاتی بلکہ مزاحف استعمال ہوتی ہیں جس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

بحرِ مضارع مثمن اخرب

مَفْعُوْلُ۔فَاعِ لَا تُنْ۔مَفْعُوْلُ۔فَاعِ لَا تُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شورِ جنوں ہمارا آخر کو رنگ لایا ۔ جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

تقطیع

مَفْعُوْلُ	فَاعِ لَا تُنْ	مَفْعُوْلُ	فَاعِ لَا تُنْ
شورے ج	نو ہمارا	اآخر کُ	رنگ لایا
جو دیکھ	نے کُ اآیا	ہاتھو م	سنگ لایا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں شورِ کی رَ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے اور ساکن ے کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۲۔ لفظ جنوں قطع ہو کو پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں جنوں کا نون غنہ گر گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں الف ممدوہ ہے جو دو حرفی ہو گیا ہے۔ اآ

۵۔ اسی رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کُ رہ گیا۔

[1] مانند

۶۔ چوتھے رکن میں رنگ کا گاف دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہوگیا ہے۔
۷۔ لفظ رنگ میں نون غنّہ ہے لیکن اس سے پہلے کوئی حرفِ علت نہیں لہٰذا گرا نہیں۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۹۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگیا ہے۔
۱۰۔ لفظ دیکھنے قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں کو کی واؤ علت گرگئی اور کُ رہ گیا۔
۱۲۔ اسی رکن میں آیا میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔اا
۱۳۔ تیسرے رکن میں ہاتھوں کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۴۔ اسی رکن میں ہاتھوں کا نون غنّہ گرگیا اور ہاتھو رہ گیا۔
۱۵۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنّہ گرا پھر یائے علت گرگئی اور م رہ گیا۔
۱۶۔ چوتھے رکن میں سنگ میں نون غنّہ ہے لیکن اس سے پہلے کوئی حرف علت نہیں لہٰذا گرا نہیں۔
۱۷۔ اسی رکن میں سنگ کا گاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگیا۔

مشق نمبر ۴۳ تقطیع کرو۔

کیا دوں نشانِ قاتل ہوں ناتواں یہاں تک
پھرتا ہے نام دل میں آتا نہیں زباں تک
اے مصحفی میں رووَں کیا پہلی صحبتوں کو
بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں

بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور

مَفعُولُ۔فَاعِلَاتُ
مَفَاعِیلُ۔فَاعِلَانُ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبارے

تیرے ہی دیکھنے کو نہ آوے جو کام چشم
تو زخم چہرے پر ہے کہ اس کا ہے نام چشم

تقطیع

مَفعُوْلُ	فَاْعِلاتُ	مَفاعِیلُ	فَاْعِلانُ
تیرے ہِ	دیکھنے کَ	ن اا دے جُ	کام چشم
تو زخم	چہرِ پرہَ	کَ اس کاہَ	نام چشم

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہی کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں دیکھنے کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۳۔ اسی رکن میں کو کی واوٴ علت گرگئی اور کَ رہ گیا۔
۴۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور نَ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دوحرفی ہے یعنی ۔اا۔
۶۔ اسی رکن میں جو کی واوٴ علت گرگئی اور جُ رہ گیا۔
۷۔ چوتھے رکن میں کام کی میم دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں تو کی واوٴ علت کھینچ کر پڑھی گئی ہے لہٰذا گری نہیں۔
۹۔ اسی رکن میں زخم کی میم دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۱۰۔ دوسرے رکن میں چہرے کی یائے علت گرگئی اور چہرِ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۱۲۔ تیسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۱۳۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۱۴۔ چوتھے رکن میں نام اور چشم دونوں کی میم دوسرے ساکن ہیں لہٰذا متحرک ہو گئے ہیں۔

مشق نمبر ۴۴ تقطیع کرو۔

۱۔ رہتے ہیں آئینہ سے ہمیشہ دوچار آپ
تنہا ہی میں لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

۲۔ ظاہر ہے اپنی سوزشِ دل سے کہ آفتاب
پینے کو اشک کھانے کو لختِ جگر ملا ہے

اس بحر میں ہر مصرع کے آخر میں فَاعِلَان کی بجائے فَاعِلُنْ بھی آ سکتا ہے۔ خواہ ان میں سے ایک کے اور خواہ دونوں مصرعوں کے آخر میں ہو اور خواہ ایک مصرع کے آخر میں فَاعِلَان اور دوسرے کے آخر میں فَاعِلُنْ ہو نیز ایک مصرع میں فَاعِلَاتُ کی بجائے فَاعِلَاتُنْ سالم اور مَفَاعِیلُ کی بجائے مَفْعُوْلُ کے ہونے سے بھی شعر ناموزوں نہیں ہوتا مثلاً یہ شعر ہے۔

ظاہر ہے اپنی سوزشِ دل سے کہ آفتاب　　　محشر کے روز اپنا ہی چرچہ ہے داغ کا

بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مَفْعُوْلُ۔ فَاعِلَاتُ۔ مَفَاعِیلُ۔ فَاعِلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

ہر چیز پر بہار تھی ہر ذرہ طور تھا　　　المختصر شباب سراپا سرور تھا

تقطیع

مَفْعُوْلُ	فَاعِلَاتُ	مَفَاعِیلُ	فَاعِلُنْ
ہر چیز	پر بہار	تھِ ہر ذرر	طور تھا
المخت	صر شباب	سراپا س	رور تھ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں چیز کی ز دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں بہار کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔

۳۔ تیسرے رکن میں تھی کی ہائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور یائے علت گر گئی اور تھِ رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں ذرّہ کی ر مشدّد ہے جو دو حرفی شمار کی گئی ہے۔ ذر۔ رہ۔

۵۔ اسی رکن میں ذرّہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ذررَ رہ گیا ہے۔

۶۔ چوتھے رکن میں طور کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۷۔ اسی رکن میں تھا کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۸۔ دوسرے مصرع میں لفظ المختصر قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۹۔ دوسرے رکن میں شباب کی دوسری ب دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے

۱۰۔ لفظ سرور قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ سرور کی دوسری ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۱۲۔ چوتھے رکن میں تھا کے تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۴۵ تقطیع کرو۔

۱۔ بلبل چہک رہے تھے تر و تازہ پھول تھے ہر سمت نورِ ربِّ علا کا ظہور تھا
۲۔ اخلاق سے نہ پوچھئے اس کے شباب کی ہر چیز پر بہار تھی ہر ذرّہ طور تھا

مضارع مثمن مکفوف مقصور

مَفاعِیلُ۔فَاعِلاتُ۔مَفاعِیلُ۔فَاعِلانُ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

جو اس میں ہے کب ہے زہر دلا دیکھ مار میں نہ جا زلفِ یار میں نہ جا زلفِ یار میں

تقطیع

مَفاعِیلُ	فَاعِلاتُ	مَفاعِیلُ	فَاعِلانُ
جُ اس مے ہ	کب ہِ زہر	دلا دیکھ	مار میں
ن جازلفِ	یار میں	ن جازلفِ	یار میں

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں جو کی واوِ علت گر گئی اور جُ رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں زہر کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ تیسرے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی نیز کھ دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہو گیا ہے۔
۷۔ چوتھے رکن میں مار کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔
۸۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گرا نہیں کیونکہ وہ آخری رکن کے آخری میں ہے۔
۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی یائے مختفی گر گئی اور نِ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں زلفؔ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں یارؔ کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہو گئی ہے۔
۱۲۔ اسی رکن میں میںؔ کا نون غنہ آخری رکن کے ہم وزن رکن میں ہے اس لئے گرا نہیں۔
۱۳۔ تیسرے اور چوتھے رکن میں وہی عمل ہوا ہے جو اسی مصرع کے پہلے اور دوسرے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۴۶ تقطیع کرو۔

۱۔ ارے دل کہا تو مان نہ زلفِ دوتا کو چھیڑ
خبردار کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ
۲۔ مرے استخواں کو پارۂ اخگر سمجھ کے بولے
کہیں جل نہ جائے ان سے یہ تیرا دہاں ہما

بحرِ مضارع مسدّس اخرب مکفوف

مَفعُولُ۔مَفا عِیلُ۔فَاعِلاتُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

شکوہ ہے کسی کا نہ ہم کو اے دل   دے بیٹھے ہیں جان اب تو اس کو اے دل

تقطیع

مَفعُولُ	مَفا عِیلُ	فَاعِلاتُن
شکوا ہِ	کسی کا ن	ہم کُ اے دل
دے بیٹھِ	ہِ جا نب ت	اس کُ اے دل

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں شکوہؔ کی ہائے مختفی کھینچ کر پڑھی گئی اس لئے الف سے بدل گئی ہے۔
۲۔ اسی رکن میں ہےؔ کی یائے علت گر گئی ہے اور ہِ رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں نہؔ کی ہائے مختفی گر گئی اور نؔ رہ گیا ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں کوؔ کی واؤ علت گر گئی اور کُؔ رہ گیا ہے۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں بیٹھےؔ کی یائے علت گر گئی اور بیٹھِؔ زیر سے رہ گیا ہے۔ نیز بیٹھے کی ٹھؔ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔

۶۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے

۷۔ اسی رکن میں جان اب کا الفِ وصل گر گیا ہے اور الف کی حرکت نون کو مل گئی ہے اس لئے جانَب ہو گیا ہے فَاعِلُ کا وزن ہے۔

۸۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور تُ رہ گیا ہے۔

۹۔ تیسرے رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کُ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۷ تقطیع کرو۔

ا۔ پردہ جو اُٹھا رخ سے سب یہ سمجھے ‏ ‏ یہ چاند ہی نکلا ہے چاند نکلا

۲۔ جب بام پہ آیا وہ مہر دش تو ‏ ‏ کیوں چاک گریباں گل نہ ہوتا

بحرِ مضارع مسدّس اخرب مقصور

مَفعُولُ ۔ فَاعِلَاتُ ۔ مَفَاعِیلُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

دیتی ہے زلفِ یار ہمیں دھوکا

تقطیع

مَفعُولُ	فَاعِلَاتُ	مَفَاعِیلُن
دیتی ہِ	زلفِ یار	ہمے دھوکا

ا۔ پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں زلف کی فَ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۳۔ اسی رکن میں یار کی رِ دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہو گئی ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں ہمیں کا نون غنہ گر گیا اور ہمے رہ گیا ہے۔

۵۔ اسی رکن میں دھوکا کی دھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۴۸ تقطیع کرو۔

پردہ اُٹھا جو اس رخِ روشن سے ‏ ‏ دن کا گمان ہوا ہے زمانے کو

شیشے میں ہم پری کو اتاریں گے ‏ ‏ چڑھ جائیں گے کبھی تو وہ قابو میں

۳۔ بحر سریع سالم

مُستَفعِلُن۔ مُستَفعِلُن۔ مَفعُولاتُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر مسدّس الاصل ہے اور اُردو میں سالم مروج نہیں البتہ مزاحف استعمال میں آتی ہے۔ اور وہ حسب ذیل صورتیں ہیں۔

بحر سریع مسدّس مطوی موقوف

مُفتَعِلُن۔ مُفتَعِلُن۔ فَاعِلانُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

کیا کروں تشخیص کا اس کی بیاں　　　　مونھ میں ہوئی جاتی ہے ساکت زبان

تقطیع

مُفتَعِلُن	مُفتَعِلُن	فَاعِلانُ
کا کرُ تش	خیص کَ اس	کی بیاں
موم ہُ ی	جاتِ ہَ سا	کت زبان

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۲۔ اسی رکن میں پہلے کروں کا نون غنہ گرا پھر واوٴ علت گر گئی اور کرُ رہ گیا۔
۳۔ لفظ تشخیص قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۴۔ دوسرے رکن میں تشخیص کا صواد دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور کَ رہ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں مونھ کا نون غنہ اور ہائے مخلوط دونوں گر گئے اور مو رہ گیا۔
۷۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور مِ رہ گیا۔
۸۔ اسی رکن میں ہوئی کی واوٴ علت گر گئی اور ہئی رہ گیا۔ ہُ، ی
۹۔ دوسرے رکن میں جاتی کی یائے علت گر گئی اور تِ زیر والی رہ گئی ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گئی ہے۔
۱۱۔ لفظ ساکت قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۹ تقطیع کرو۔

۱۔ دل نہ میرا لے کے دغا کیجئے گا   بہرِ خدا اب تو وفا کیجئے گا

۲۔ ہم نے لکھی ایک غزل دل پذیر   سن کے جسے رو دئے برنا و پیر

بحرِ سریع مسدّس مطوی مکسوف

مُفْتَعِلُنْ۔ مُفْتَعِلُنْ۔ فَاْعِلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر اُردو میں بہت مروج ہے۔

نزلہ سے ایک شخص کو تھا دردِ سر   لائی قضا اس کے تئیں اس کے گھر

تقطیع

مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلُنْ
نزلِ سِ اک	شخص کُ تھا	دردِ سر
لاءِ قضا	اِس کِ تئِ	اس کِ گھر

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نزلے کی یائے علت گر گئی اور نزلِ لام کے زیر سے رہ گیا۔

۲۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ زیر سے رہ گیا۔

۳۔ اسی رکن میں ایک کی درمیانی یائے علت گر گئی اور اک رہ گیا۔

۴۔ دوسرے رکن میں شخص کا صاد دوسرا ساکن ہے لہذا متحرک ہو گیا ہے۔

۵۔ اسی رکن میں کو کی واوِ علت گر گئی اور کُ رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں تھا کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ تیسرے رکن میں دردِ سر میں دوسری دال کے نیچے فارسی اضافت جو ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں لائی کی یائے علت گر گئی اور لاءِ رہ گیا ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا۔

۱۰۔ اسی رکن میں تئیں کا نون غنہ گر گیا اور تئِ رہ گیا۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا۔

۱۲۔ اسی رکن میں گھر کی گھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۵۰ تقطیع کرو

۱۔ چشم کو اپنی جو نہیں کھولتا　　کس کا یہ دل میرا طلب گار ہے

۲۔ مشکِ ختن زلف کو میں نے کہا　　مجھ سے یہ اک کار خطا ہو گیا

نکتہ بحرِ سریع مسدّس مطوی مکشوف اور مطوی موقوف کو ایک شعر میں جمع کیا جا سکتا ہے یعنی ایک مصرع کے آخر میں فَاعِلَانْ ہو اور دوسرے مصرع کے آخر میں فَاعِلُنْ۔ مثلاً

آپ کے وعدوں کو ہمارا سلام　　دیکھ چکے خوب اجی جاؤ بھی

تقطیع

پہلا مصرع	مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاعِلُنْ
مطوی موقوف	آاپ ک وع	دو ک ہما	را سلام
دوسرا مصرع	مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاعِلُنْ
مطوی مکشوف	دیکھ چکے	خوب اجی	جاؤ بھی

ب :۔ کبھی ایک مصرع میں مُفْتَعِلُنْ ۔ مُفْتَعِلُنْ ۔ فَاعِلُنْ ۔ اور دوسرے مصرع میں مُفْتَعِلُن مَفْعُولُنْ ۔ فَاعِلُنْ یا فَاعَلَانْ ہوتا ہے مثلاً۔

چہرہ روشن نہیں کم حور سے　　لب نہیں کچھ اس کے گوہر سے کم

تقطیع

	مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاعِلُنْ
پہلا مصرع	چہرہ رد	شن نِ ہِ کم	حور سے
	مُفْتَعِلُنْ	مَفْعُولُنْ	فَاعِلُنْ
دوسرا مصرع	لب ن ہِ کچھ	اس کے گو	ہر س کم

ج :۔ کبھی ایک مصرع میں مَفْعُولُنْ ۔ مَفْعُولُنْ ۔ فَاعِلَانْ یا فَاعِلُنْ ۔ اور دوسرے مصرع میں مُفْتَعِلُنْ ۔ مُفْتَعِلُنْ ۔ فَاعِلَانْ یا فَاعِلُنْ ۔ ہوتا ہے۔

اس کے چہرے پر کب ہے عَرَقْ　　ہے وہ مہ نو کے قریب اب شفق

تقطیع

	مَفْعُوْلُنْ	مَفْعُوْلُنْ	فَاْعِلَاْنُ یا فَاْعِلُنْ
پہلا مصرع	اس کے چھ	رے پر کب	ہے عَرَق
	مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلَاْنُ یا فَاْعِلُنْ
دوسرا مصرع	ہے دمہ	نوک قری	یب شفق

بحرِ سریع مطوی مقطوع مجدوع

مُفْتَعِلُنْ۔مَفْعُوْلُنْ۔فَاْعِ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

نالہ ہمارا ہے موزوں   سنگ کو بھی کرتا ہے خون

تقطیع

مُفْتَعِلُنْ	مَفْعُوْلُنْ	فَاْعِ
نالَ ہما	را ہے مو	زون
سنگ کُ بھی	کرتا ہے	خون

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نالہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نالَ رہ گیا ہے۔

۲۔ لفظ ہمارا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۳۔ لفظ موزوں قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں موزوں کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں سنگ کا گاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا ہے۔

۶۔ اسی رکن میں کو کی واوِ علت گر گئی اور کُ رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں بھی کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۸۔ تیسرے رکن میں خون کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

مشق نمبر ۱۵ تقطیع کرو۔

تجھ سے ہوا ہے جب سے عشق   دل میں نہیں کچھ باقی جان

بحرِ سریع مطوی مقطوع منحور

مُفتَعِلُن ۔ مَفعُولُن ۔ فَعْ ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

عشق کا دیوانہ ہے دل   ابرو سے اس کی جان بسمل

تقطیع

مُفتَعِلُن	مَفعُولُن	فَعْ
عشق ک دی	وانا ہے	دل
ابرُ س اس	کی جابس	مل

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں عشق کا قاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور کَ زبر سے رہ گیا ہے۔
۳۔ لفظ دیوانہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں دیوانہ کی ہائے مختفی الف سے بدل گئی اور دیوانا ہو گیا ہے۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں ابرو کی واؤ علت گر گئی اور ابرُ رہ گیا ہے۔
۶۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ زیر سے رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے رکن میں جاں کا نون غنہ گر گیا اور جا رہ گیا ہے۔
۸۔ لفظ بسمل قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

مشق نمبر ۵۲ تقطیع کرو۔

وہ ہے سراپا خوبی اور   میں ہوں مجسّم سوز و غم

بحرِ سریع مسدّس مخبون مکشوف

مُستَفعِلُن ۔ مُستَفعِلُن ۔ فَعُولُن ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

اے دل نہ جا زلفوں میں اس صنم کی   ہر چین کی قید ہے ستم کی

تقطیع

مُسْتَفْعِلُنْ	مُسْتَفْعِلُنْ	فَعُوْلُن
اے دل ن جا	زلفو مِ اس	صنم کی
ہرچین اس	کی قید ہے	ستم کی

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں زلفوں کا نون غنہ گرگیا اور زلفو رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گرگئی اور مِ رہ گیا۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں چین کا نون دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگیا ہے۔
۵۔ دوسرے رکن میں قید کی دال دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

مشق نمبر ۵۳ تقطیع کرو۔

بلی کا بچہ تھا بہت ہی اچھا — ننھا سا منا سا بہت ہی پیارا
وہ کھیلتا تھا کودتا کیا ہی — ہر بات اس کی تھی بہت ہی اچھی

۴۔ بحرِ خفیف[1] سَالم

بحرِ خفیف مسدّس مخبون فَاْعِلَا تُنْ. مُسْتَفْعِلُنْ. فَاْعِلُنْ۔ یہ بحر مسدّس الاصل ہے اور اُردو میں سَالم مستعمل نہیں البتہ حسب ذیل مزاحف اوزان مستعمل ہیں۔

فَاْعِلَا تُنْ۔مَفَاْعِلُنْ۔فَعِلَا تُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبارے

یارِ مہ رو کو دیکھ کر نہ رہا دل — ہاتھ سے اس کے آہ اب نہ بچا دل

[1] ہلکی

تقطیع

فَاْعِلَا تُنْ	مَفَاْعِلُنْ	فَعِلَا تُنْ
یارِ مہ رو	ک دیکھ کر	ن رہا دل
ہاتھ سے اس	ک اٰ ہ اب	نَ بچا دل

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۲۔ اسی رکن میں مہ کی ہائے مختفی گری نہیں۔
۳۔ دوسرے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور کَ رہ گیا ہے۔
۴۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۵۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں ہاتھ کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۸۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا۔
۹۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ اٰ اٰہ
۱۰۔ اسی رکن میں آہ کی ہ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۱۱۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی ہے اور نَ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۵ تقطیع کرو۔

وہ فراق اور وہ وصال کہاں ہے — وہ شب روز و ماہ سال کہاں ہے
فرصت کاروبارِ شوق کسے ہے — ذوقِ نظارۂ جمال کہاں ہے

نوٹ۔ یہ مرزا غالب کے اشعار ہیں۔ درستی مثال کے لئے اصل مصرعوں پر لفظ ہے بڑھا دیا ہے۔

بحرِ خفیف مسدّس مشعث مقصور

فَاْعِلَا تُنْ۔ مَفَاْعِلُنْ۔ فَعْلَا تْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

ہائے وہ شوخ بے وفا بے مہر — نرگیس چشم و گل رخ و مہ چہر

تقطیع

فَعْلاتُ	مَفاعِلُن	فَاعِلا تُن
بے مہر	خِ بے وفا	ہائے وہ شو
مہہ چہر	مُ گل رخو	نرگسی چش

١۔ لفظ شوخ قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
٢۔ دوسرے رکن میں شوخ کی خ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
٣۔ تیسرے رکن میں مہر کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
٤۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نرگسیں کا نون غنہ گر گیا اور نرگسی رہ گیا۔
٥۔ لفظ چشم قطع ہوکر پہلے دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
٦۔ دوسرے رکن میں چشم کی واؤ علت گر گئی اور اس کی حرکت (پیش) میم کو مل گئی۔
٧۔ دوسرے رکن میں رخ و میں واؤ معطوفہ ہے جو خ سے مرتب ہوگئی ہے اور خو ہوگیا ہے۔
٨۔ تیسرے رکن میں مہ کی ہائے مختفی گری نہیں بلکہ ایک ساکن حرفی شمار ہوئی ہے۔
٩۔ اسی رکن میں چہر کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

مشق نمبر ٥٥ تقطیع کرو۔

نزع تک وصل کی ہے یار اُمید — ہے مثل ایک دم ہزار اُمید
صبح کے جب عیاں ہوئے آثار — ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی اک بار

نکتہ (الف) اس بحر میں مصرع کے آخری رکن (عروض) کا مخبون و مقصور فِعلاتُ اور دوسرے مصرع کے آخری رکن (ضرب) کا مشعت و مقصور فَعلاتُ ہونا بھی درست ہے۔ جیسے اس شعر میں ہے۔

رکھے خالق سلامت آپ کی ذات — نہ کھلے گا تو میں رہوں گا رات

فِعلاتُ	مَفَاعِلُن	فَاعِلا تُن	
پ کِ ذات	سلامتا	رکھ کھِ خالق	مخبون مقصور
گا رات	ت مے رہو	نہ کھلے گا	مشعت مقصور

(ب) پہلے یا دوسرے مصرع کے آخری رکن (عروض وضرب) میں مقطوع فَعْلُنْ اور مخبون محذوف فَعِلُنْ کالانا بھی درست ہے۔

۵۔ بحرِ مجتث[1] سالم

مُسْتَفْعِلُنْ۔ فَاعِلَا تُنْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ۔ فَاعِلَا تُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار شعرائے اُردو اس بحر کو سالم استعمال نہیں کرتے البتہ مزاحف کی چند صورتیں مروج ہیں۔

بحرِ مجتث مثمن مخبون

مَفَاعِلُنْ۔ فَعِلَا تُنْ۔ مَفَاعِلُنْ۔ فَعِلَا تُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

ہے زخمِ دل سے گلِ تر کو آرزوئے طرادت

اور اپنے اشک سے ہے ابر ایک جوئے طرادت

تقطیع

مَفَاعِلُنْ	فَعِلَا تُنْ	مَفَاعِلُنْ	فَعِلَا تُنْ
ہ زخمِ دل	مِیں گلے تر	کُ اٰاٰ رزو	ءِ طرادت
ارپن اش	ک س ہے اب	یک جو	ءِ طرادت

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں زخم کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۳۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ زیر سے رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں گل کے لام کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی اور گلے ہو گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کُ رہ گیا۔

[1] جڑ سے اُکھاڑنا

۶۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہو گیا ہے۔ ا/ اہ
۷۔ اسی رکن میں آرزو کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گئی ہے۔
۸۔ لفظ آرزوئے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔
۹۔ چوتھے رکن میں آرزوئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۰۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اور کی واؤ علت گر گئی اور آر رہ گیا ہے۔
۱۱۔ اسی رکن میں اپنے کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے حرف ر کو مل گئی اور یہ رپنے ہو گیا نیز اپنے کی یائے علت گر گئی اور اپن رہ گیا۔ لہٰذا اور اپنے، اُر پن ہو گیا ہے
۱۲۔ لفظ اشک قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۳۔ دوسرے رکن میں اشک کا کاف دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔
۱۴۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۱۵۔ لفظ ابر قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۶۔ تیسرے رکن میں ابر کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔
۱۷۔ اسی رکن میں ایک کا کاف دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔
۱۸۔ لفظ جوئے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۹۔ چوتھے رکن میں جوئے میں فاورسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

مشق نمبر ۵۶ تقطیع کرو۔

تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کر پوچھو
حذر کرو مرے دل سے اس میں آگ بھری ہے
دلا یہ درد و الم بھی مغتنم ہے کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبِ ہے

بحرِ مجتث مخبون مقصور مَفَاعِلُنُ۔ فَعِلَا تُنُ۔ مَفَاعِلُنُ۔ فَعِلَا تُنُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

مری نظر میں تو کم حورِ خلد سے تو نہیں   نہ جاؤں گا ترے کوچے کو چھوڑ سوئے جناں

تقطیع

مَفَاعِلُنْ	فَعِلَاتُنْ	مَفَاعِلُنْ	فَعِلَاتُنْ
مری نظر	مِ تِ کم حو	رِ خُلد سے	ت نہیں
ن جاؤ گا	ترِ کوچ	ک چھوڑ سو	ے جناں

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں میری کی درمیانی یائے علت گرگئی اور مرِی رہ گیا۔
۲۔ دوسرے رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گرگئی اور م رہ گیا۔
۳۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گرگئی اور تُ رہ گیا۔
۴۔ لفظ حور قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں حور کی ر کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۶۔ اسی رکن میں خلد کی دال دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۷۔ چوتھے رکن میں تو کی واؤ علت گرگئی اور ت رہ گیا ہے۔
۸۔ اسی رکن میں نہیں کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔
۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں جاؤں کا نون غنہ گر گیا اور جاؤ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں تیرے کی دونوں یائے علت گرگئیں اور ترِ رہ گیا۔
۱۲۔ تیسرے رکن میں کو کی واؤ علت گرگئی اور کَ رہ گیا ہے۔
۱۳۔ اسی رکن میں چھوڑ کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۴۔ اسی رکن میں چھوڑ کی ڑ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۱۵۔ لفظ سوئے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۶۔ چوتھے رکن میں سوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۷۔ اسی رکن میں جناں کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

مشق نمبر ۷۵ تقطیع کرو۔

۱۔ لگا نہ خط سے رخِ شوخ پر عتاب کو عیب
وگرنہ لگتا گہن سے ہے آفتاب کو عیب

۲۔ اگر شراب کی موجیں نہیں شراب میں سانپ
خطِ شعاع سے لہرائیں آفتاب میں سانپ

نکتہ اس بحر کے دونوں مصرعوں کے آخری رکن (عروض وضرب) میں رکن فَعِلان (عین متحرک) کے بدلے فَعْلان (عین ساکن) سے اور فَعِلُنْ (عین متحرک) کے بدلے فَعْلُنْ (عین ساکن) سے بھی آسکتا ہے۔ جیسا کہ اشعار میں ہے۔

چمن میں صبح جب اس جنگ جو کا نام لیا | صبا نے تیغ کا آبِ رواں سے کام لیا
کھبو نہ ان کو میں دیکھا تلاشِ دنیا میں | کبھی نہ فکر وتردد سے کوئی کام لیا

پہلے شعر کے پہلے اور دوسرے مصرع کا آخری رکن فَعِلُنْ (عین متحرک) ہے۔ اور دوسرے شعر کے پہلے اور دوسرے مصرع میں فَعْلان (عین ساکن) ہے۔

تقطیع

شعر نمبر ۱ مَفَاعِلُنْ	فَعِلَا تُنْ	مَفَاعِلُنْ	فَعِلُنْ
چمن م صب	ح جبس جن	گ جوک نا	م لیا
صبا نِ تے	غ ک اَاُ بے	روا س کا	م لیا
شعر نمبر ۲ مَفَاعِلُنْ	فَعِلَا تُنْ	مَفَاعِلُنْ	فَعِلُنْ یا فَعْلَانَ
کھبو ن ان	ک م دیکھا	تلاشِ دن	یا میں
کھبو ن خک	رُتر ددو	س کوئی کا	م لیا

(ب) حشو (مصرع کے درمیانی حصے) میں فَعِلَا تُنْ کے بدلے مُفْعُوْلُنْ بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

حضورِ داغِ سوزاں سے ہے آفتاب خجل اور اشک سے بھی ہے رنگ شرابِ ناب خجل

تقطیع

مَفَاعِلُن	مَفعُولُن	مَفَاعِلُن	فَعِلُن
حضور دا	غے سوزا	س آآفتا	ب خجل
مَفَاعِلُن	فَعِلاتُن	مَفَاعِلُن	فَعِلُن
اُرشک سے	بھ ہ رنگے	شرابِ نا	ب خجل

۶۔ بحرِ مُقتَضَب[1] سَالم

مَفعُولاتُ۔مُستَفعِلُن۔مَفعُولاتُ۔مُستَفعِلُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔مگر اُردو میں یہ وزن مروج اور مقبول نہیں۔

ان بالوں میں اب کیوں نہیں ہوتا شانہ کیا ہے صنم
تیرے گیسوں اُلجھے میرا دل آشفتہ ہے اے صنم

تقطیع

مَفعُولاتُ	مُستَفعِلُن	مَفعُولاتُ	مُستَفعِلُن
ان بالو م	اب کو نہی	ہوتا شان	کا ہے صنم
تیرے گیس	الجھے مرا	دل اآشفت	ہے اے صنم

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں بالوں کا نون غنہ گرگیا اور بالو رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گرگئی اور م رہ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں پہلے کیوں کا نون غنہ گرا پھر یائے مخلوط گرگئی اور کو رہ گیا ہے۔

[1] ایک چیز سے دوسری چیز کو نکالنا

۴۔ اسی رکن میں نہیں کا نون غنہ گر گیا اور نہی رہ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں شانہ کی ہائے مختفی گر گئی اور شان رہ گیا ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں گیسوں کی واوِ علت گر گئی اور گیس رہ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے رکن میں میرا کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرا رہ گیا ہے۔
۹۔ تیسرے رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں آشفتہ کی ہائے مختفی گر گئی اور آشفت رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۵۸ تقطیع کرو۔

دکھ ہی دکھ ہے راحت کی کوئی صورت نہیں اب ذرا

بحرِ مُقتَضَب مثمن مطوی

فَاعِلَاتُ۔ مُفتَعِلُنْ۔ فَاعِلَاتُ۔ مُفتَعِلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یارِ بے وفا سے ہمیں شوخ دلربا سے ہمیں
کب اُمید وصل ہوئی کب اُمید وصل ہوئی

تقطیع

فَاعِلَاتُ	مُفتَعِلُنْ	فَاعِلَاتُ	مُفتَعِلُنْ
یارِ بے و	فا سِ ہمے	شوخِ دل ر	با سِ ہمے
کب اُمید	وصل ہُ ی	کب اُمید	وصل ہُ ی

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۲۔ لفظ وفا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۴۔ اسی رکن میں ہمیں کا نون غنہ گر گیا اور ہمے رہ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں شوخ کی خ کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۶۔ لفظ ربا قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں تے کی یائے علت گرگئی اور تِ رہ گیا ہے۔
۸۔ اسی رکن میں ہمیں کا نون غنہ گرگیا اور ہمے رہ گیا ہے۔
۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اُمید کی دال کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۰۔ دوسرے رکن میں وصل کا لام دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگیا ہے۔
۱۱۔ اسی رکن میں ہوئی کی واؤ علت گرگئی اور ہئی رہ گیا ہے۔
۱۲۔ تیسرے اور چوتھے رکن میں وہی عمل ہوا ہے جو اس مصرع کے پہلے اور دوسرے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۵۹ تقطیع کرو۔

۱۔ تجھ بغیر رشکِ پری کیا خوش آئی سیر چمن
گل ہو خار دل کو میرے دیتے ہیں زیادہ الم
۲۔ آپ نے کہا تھا ابھی رات کو ہم آئے بھی اگر
تم کو کیا اُمید ہے پھر اپنی زندگانی کی

بحرِ مُقتَضَب مثمن مطوی مقطوع

فَاعِلَاتُ ۔مَفْعُوْلُنْ۔فَاعِلَاتُ۔مَفْعُوْلُنْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ زیادہ تر یہی وزن مروج ہے۔

ہائے یہ نصیب اپنے جس کی وہ تمنّا تھے　　　بعد مرگ بھی گا ہے خاک پر نہ آ نکلا

تقطیع

فَاعِلَاتُ	مَفْعُوْلُنْ	فَاعِلَاتُ	مَفْعُوْلُنْ
ہائے یے ن	صی پنے	جس ک وہ ت	من نا تھے
بعد مرگ	بھی گا ہے	خاک پرن	آ اُ نکلے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یہ کی ہائے مختفی نے ے ساکن کی شکل اختیار کرلی۔
۲۔ لفظ نصیب قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں اپنے کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے حرف ـبـ کو مل گئی اور نصیپنے ہوگیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں حی کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔

۵۔ لفظ تمنّا قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۶۔ چوتھے رکن میں تمنّا کا نون غنّہ مشدّد ہے جو دو حرفی ہوگیا ہے۔ تمن نا

۷۔ اسی رکن میں تھے کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں بعد کی دال کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۹۔ اسی رکن میں مرگ کا گاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں بھ کی بھ میں ہائے مختفی ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں خاک کا کاف دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگیا ہے۔

۱۲۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔

۱۳۔ چوتھے رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ اَ اُ

مشق نمبر ۶۰ تقطیع کرو۔

۱۔ کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے

برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے

۲۔ ہم سے رنج بے تابی کس طرح اٹھایا جائے

داغِ پشت دستِ عجز شعلہ خس بہ دنداں ہے

۷۔ بحرِ طویل سالم

فَعُولُنْ۔ مَفَاعِیلُنْ۔ فَعُولُنْ۔ مَفَاعِیلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اس کی کوئی صورت سالم یا مزاحف اُردو میں مروج نہیں کسی نے تکلفاً

کہہ لیا ہے۔ کیونکہ اُردو شعر اس بحر میں سُست رہتے ہیں۔

نہ کرتو جفا کاری نہ کرتو یہ عیاری　　خدا ان سبھی میں ہے خدا ان سبھی میں ہے

۸۔ بحرِ مدید سَالم

فَاعِلَا تُنْ۔ فَاعِلُنْ۔ فَاعِلَا تُنْ۔ فَاعِلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اس کی کوئی صورت سَالم یا مزاحف اُردو میں مروج نہیں کیونکہ اُردو شعر اس میں سُست ہوتے ہیں۔

اورتو باتیں بُری چھوڑ دیں سب خیر سے　　پر نہ اس کوچے کی باز آیا اب تک سیر سے

۹۔ بحرِ بسیط سَالم

مُسْتَفْعِلُنْ۔ فَاعِلُنْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ۔ فَاعِلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اس کی کوئی صورت سَالم یا مزاحف اُردو میں مروج نہیں کیونکہ اس بحر میں اُردو شعر سُست رہتے ہیں۔

گھبرا گیا گھر میں دل الفت ہوئی دشت سے
بہلائیں دل اے جنوں جنگل کے اب گشت سے

۱۰۔ بحر جدید سَالم

فَاعِلَا تُنْ۔ فَاعِلَا تُنْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ اس بحر کو بزرجمہر نے ایجاد کیا ہے اور یہ فارسی کے لئے مخصوص ہے مگر اس کی ایک مزاحف بحر اُردو میں بھی

مستعمل ہے۔سالم کی مثال۔

لے گیا وہ بے مروت آرامِ دل کچھ نہیں باقی رہا اب جز نامِ دل

تقطیع

مُستَفعِلُن	فَاعِلا تُنُ	فَاعِلا تُنُ
آ اُ رامِ دل	بے مروت	لے گیا وہ
جز نامِ دل	قی رہا اب	کچھ نہی با

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں وہ کی ہائے مختفی نہیں گری۔
۲۔ دوسرے رکن میں مروّت کا واوٗ مشدّد ہے جو دوحرفی شمار ہوا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں آرام میں الف ممدوہ ہے جو دوحرفی ہے۔ا اُ
۴۔ اسی رکن میں آرام کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کچھ کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔
۶۔ اسی رکن میں نہیں کا نون غنہ گر گیا اور نہی رہ گیا ہے۔
۷۔ لفظ باقی قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۸۔ تیسرے رکن میں نامِ کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی

چونکہ یہ بحر مروج نہیں اس لئے مشق کی ضرورت نہیں۔

بحرِ جدید مسدّس مخبون

فَعِلا تُن۔فَعِلا تُن۔مَفَاعِلُنُ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

تیرے قامت سے صنوبر ہے اب خجل تیری زلفوں سے ہمیشہ ہے شب خجل

تقطیع

مَفَاعِلُنُ	فَعِلا تُنُ	فَعِلا تُنُ

ترِ قامت	س صنوبر	ہ اب خجل
ترِ زلفو	س ہمیشا	ہ شب خجل

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں تیرے کی درمیانی اور آخری دونوں یائے علت گرگئی اور ترِ رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گرگئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں تیری کی درمیانی اور آخری دونوں یائے علت گرگئیں اور ترِ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں زلفوں کا نون غنہ گرگیا اور زلفو رہ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گرگئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۷۔ اسی رکن میں ہمیشہ کی ہائے مختفی الف ساکن بن گئی ہے اور ہمیشا ہو گیا۔
۸۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۶ تقطیع کرو۔

نہ بجھے بادِ مخالف سے تو کبھی یہ مرا بار خدایا چراغ دل
غزل اب اور بھی بحر میں کہہ کے پڑھ نہ ملا اس میں بھی انشا سراغِ دل

۱۱۔ بحرِ قریب سالم

مَفَاعِیْلُن ۔ مَفَاعِیْلُن ۔ فَاعِلَاتُن ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر فارسی سے مخصوص ہے اور خلیل بن احمد کے تقریباً دو سو برس بعد مولانا یوسف عروضی نیشاپوری نے ایجاد کی ہے۔ سالم بحر اردو میں مستعمل نہیں۔ البتہ اس کی مزاحف صورتیں مروج ہیں۔

بحرِ قریب مکفوف

مَفَاعِیْلُ ۔ مَفَاعِیْلُ ۔ فَاعِلَاتُنُ ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

غبار آ کے تیرے دل میں پھر نہ نکلا مرے جی سے جو نکلا تو پھر نہ آیا

تقطیع

مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ	فَاعِلا تُنُ
غبار اک	ترے دل م	پھر نَ نکلا
مرے جی س	جُ نکلا ت	پھر نَ ا اُ یا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں غبار کی ر ساکن ہے اور اس کی بعد الف ممدہ ہے جو دو حرفی شمار ہوتا ہے۔ اس کا پہلا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے حرف یعنی ر کو مل گئی اور دوسرا ساکن الف ر سے مرکب ہو کر را دو حرفی ہو گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔

۳۔ اسی رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور تیرے رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں پھر کی پھ میں ہائے مختفی ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۶۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں میرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرے رہ گیا ہے۔

۸۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں جو کی واؤ علت گر گئی اور جُ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور تُ رہ گیا ہے۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کے آخری رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۶۲ تقطیع کرو۔

تیرے غم میں مری جاں نکل گیا جی شرارے سے یہ فرقت کے جل گیا جی

بحرِ مشاکل مکفوف مقصور

مَفَاعِیلُ ۔مَفَاعِیلُ ۔فَاعِلا تُ ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

مرے غم کی اسے بھی خبر نہیں

تقطیع

مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ	فَاعِلَاتُ
مرے غم کِ	اسے بھی خ	بر نہیں

ا۔ پہلے رکن میں میرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرے رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں کی کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں بھی کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔
۴۔ لفظ خبر قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں نہیں کا نون غنہ گرا نہیں کیونکہ وہ آخری رکن کے آخر میں ہے۔

مشق نمبر ۶۳ تقطیع کرو۔

ستم جور الم رنج میں نے دیکھے — ترے ہجر میں کیا کیا نہ دکھ اٹھائے
اڑائی جو کسی کی طلب میں خاک — یہ تقدیر میری یہ مرا نصیب

بحرِ قریب مکفوف محذوف

مَفَاعِیلُ۔مَفَاعِیلُ۔فَاعِلُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

کروں شکوہ شکایت نہ کیوں بھلا

تقطیع

مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ	فَاعِلُنْ
کرو شکو	شکایت ن	کو بھلا

ا۔ پہلے رکن میں کروں کا نون غنہ گر گیا اور کرو رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں شکوہ کی ہائے مختفی گر گئی اور شکو رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں کیوں کا نون غنہ اور درمیانی یائے علت گرگئی اور کو رہ گیا۔

۵۔ اسی رکن میں بھلا کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۶۴ تقطیع کرو۔

وہ جنت نگہ جب جلوہ گر ہوا　　تماشا گہ اہلِ نظر ہوا

تمامی وہ ہنر ور تو چل بسے　　ہمیں بس بے ہنر بے بصر رہے

۱۲۔ بحرِ مشاکل سالم

فَاعِلَا تُنُ. مَفَا عِیْلُنُ. مَفَا عِیْلُنُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔
یہ بحر اُردو میں سالم مروج نہیں۔ البتہ مزاحف صورت قابلِ استعمال ہے۔

بحرِ قریب مکفوف مقصور

فَاعِلَا تُ۔ مَفَاعِیلُ۔ مَفَاعِیلُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

بارِ غم کا اُٹھانا ہی پڑا آہ　　داغ ہجر کا کھانا ہی پڑا آہ

تقطیع

فَاعِلَا تُ	مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلُ
بارغم ک	اُٹھانا ہِ	پڑا ا ا ہ
داغ ہجر	ک کھانا ہِ	پڑا ا ا ہ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں بار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔
۲۔ اسی رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں اُٹھانا کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۴۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں آہ میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ اَ اُ

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں داغ کا غین دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں ہجر کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

۸۔ دوسرے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور کَ رہ گیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ تیسرے رکن میں آہ میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ اَ اُ

مشق نمبر ۶۵ تقطیع کرو۔

لوٹتے ہیں بہاریں جو جوانی کی	لیتے ہیں وہ شب و روز مزے اسکے
جب اٹھا پردۂ رخ تو یہ سمجھے	آج کوئی نیا گل وہ کھلائیں گے

۶
رُباعی

رُباعی ان چار مصرعوں کو کہتے ہیں جو اوزانِ رُباعی میں سے کسی پر ہوں۔ اور جس کے تین مصرع ہم قافیہ ہوں۔ رباعی کا وزن بحرِ ہزج کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں نو زِحاف آتے ہیں اور ان میں سے چوبیس وزن نکلتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ شجرۂ اخرب کے بارہ وزن

ا	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعل
۲	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعول
۳	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فع
۴	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فاع
۵	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعل
۶	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعول
۷	مفعول	مفاعیلن	مفعول	فعل
۸	مفعول	مفاعیلن	مفعول	فعول
۹	مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع
۱۰	مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فاع
۱۱	مفعول	مفاعیلن	مفعولن	فع
۱۲	مفعول	مفاعیلن	مفعولن	فاع

۲۔ شجرۂ اخرم کے بارہ وزن

۱۳	مفعولن	فاعلن	مفاعیل	فعل
۱۴	مفعولن	فاعلن	مفاعیل	فعل
۱۵	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فع
۱۶	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فاع
۱۷	مفعولن	مفعول	مفاعیل	فعل
۱۸	مفعولن	مفعول	مفاعیل	مفعول
۱۹	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعل
۲۰	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعول
۲۱	مفعولن	مفعولن	مفاعیلن	فع
۲۲	مفعولن	مفعول	مفاعیلن	فاع
۲۳	مفعولن	مفعولن	مفعولن	فع
۲۴	مفعولن	مفعولن	مفعولن	فاع

رباعی کو دوبیتی اور ترانہ بھی کہتے ہیں اور یہ فارسی شعرا کی ایجاد ہے۔ لیکن اُردو میں بھی مروج ہے۔

رُباعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا ہر مصرع ان چوبیس اوزان میں سے کسی وزن پر ہو۔ خواہ چاروں مصرعوں کا وزن ایک ہو۔ اور خواہ چاروں کا مختلف ہو۔ مگر ان ہی چوبیس اوزان میں سے نیز ان چاروں مصرعوں میں سے تین ہم قافیہ بھی ہوں۔ اور اگر چوتھا بھی ہم قافیہ ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔ بلکہ چوتھے مصرع میں قافیہ ہونا اچھا ہی سمجھا جاتا ہے۔

لیکن اگر کوئی چار مصرع ان چوبیس اوزان کے علاوہ کسی اور وزن پر ہوں اور ان میں سے تین یا چاروں ہم قافیہ ہوں تو انھیں رُباعی کہنا درست نہیں۔ لیکن عہدِ حاضر کے بعض شعرا اس اصول کی پابیدی کے قائل نہیں۔

۷
مثنوی

وہ نظم جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو۔ یہ صنف طویل قصوں کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔

مثنوی کے لیے سات وزن مقرر ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ بحرِ متقارب مثمن محذوف یا مقصور۔ **فعولن فعولن فعولن فعل یا فعول**۔ یہ بحر رزمیہ مثنوی کے لیے مخصوص ہے لیکن میر حسن دہلوی نے مثنوی سحرالبیان بدر میز کو اسی بحر میں لکھا ہے جو نشاطیہ ہے۔

۲۔ بحر ہزج مسدّس محذوف یا مقصور **مفا عیلن۔ مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ فعولن یا مفاعیل** (دوبار) یہ بحر نشاطیہ قصوں کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔

۳۔ بحرِ ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف یا مقصور۔ **مفعول مفاعلن فعولن یا مفاعیل** (دوبار) یہ بحر داستان حسن و عشق کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔ پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی کی مثنوی گلزارِ نسیم اسی بحر میں ہے۔

۴۔ بحرِ خفیف مسدّس مخبون محذوف یا مقصور۔ **فاعلا تن۔ مفاعلن۔ فعلن یا فعلان** (دوبار) خواجہ حالؔی کی مثنوی حب وطن اسی بحر میں ہے۔

۵۔ بحر رمل مسدّس مخبون محذوف یا مقصور۔ **فعلا تن۔ فعلا تن یا فعلان** (دوبار)

۶۔ بحر رمل مسدّس محذوف یا مقصور۔ **فاعلا تن۔ فاعلا تن۔ فاعلن فاعلان** (دوبار)

۷۔ بحرِ سریع مسدّس محذوف یا مقصور۔ **مفتعلن۔ مفتعلن۔ فاعلن یا فاعلان** (دوبار)

اگرچہ مثنوی کے لیے صرف یہ سات وزن مخصوص ہیں لیکن دیگر اوزان میں بھی مثنویاں کہی جاتی ہیں۔ میر۔ آزاد۔ اور حالی کی بعض مثنویاں دیگر اوزان میں بھی ہیں۔

۸

ہندی اوزان

ہندی کے وہ وزن جو اُردو اور ہندی دونوں میں مشترک ہیں۔ اور خوب استعمال ہوتے ہیں

برن برت چھند

شمارہ	ہندی بحر	ارکان	اُردو بحر
۱	دھارا	فاعلاتن	بحر رمل
۲	مدرا	مفاعیلن	بحر ہزج
۳	ششی	فعولن	بحر متقارب
۴	ہیر	مستفعلن	بحر رجز
۵	رَس	مفتعلن	بحر رجز مطوی
۶	ہنسی	فاع فعولن	بحر متقارب اثرم
۷	کیر	فعولن فعل	بحر متقارب مربع محذوف
۸	ہاریت	فعلن فعولن	بحر متقارب مربع اثلم
۹	مایا	متفا علن	بحر کامل
۱۰	بِدُل یکھا	فعلن فعلن فعلن	بحر غریب مسدّس مخبون مسکن
۱۱	تلک	فعلن دوبار	بحر غریب مربع مخبون
۱۲	بموہا	فاعلن فاعلن	بحر غریب مربع سالم
۱۳	سنکھیاناری	فعولن فعولن	بحر متقارب مربع سالم
۱۴	سمان	فاعلات فاعلن یا فاعلن مفاعلن	بحر رمل مربع مکفوف محذوف۔ بحر ہزج مربع اشتر مقبوض
۱۵	پرمانکا	مفاعلن مفاعلن	بحر ہزج مربع مقبوض

۱۶	اپچترا	فعلن فعلن فاع فعولن	بحر متقارب مثمن اثرم مجبق
۱۷	سنیتا	متفاعلن متفاعلن	بحر کامل مربع سالم
۱۸	نیل سروپ	فاع فعول فعول فعولن	بحر متقارب اثرم مقبوض
۱۹	سوپرن پریات	فعلن فعولن فعولن فعولن	متقارب مثمن اثلم الصدر والابتدا
۲۰	ٹروٹک	فعلن فعلن فعلن فعلن	متدارک مثمن مخبون
۲۱	بھجنگ پریات	فعولن فعولن فعولن فعولن	متقارب مثمن سالم
۲۲	سرنگارنی	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	بحر غریب مثمن سالم
۲۳	چانک	مفاعیلن تین بار	ہزج مسدّس مقبوض
۲۴	کندک	فعولن فعولن فعولن فعولن	متقارب مسبّغ
۲۵	سازلگک	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع	متقارب مثمن مضاعف اثرم مقبوض مجبق محذوف یا بحر غریب مخبون مسکن احذ
۲۶	چامر	فاعلات فاعلات فاعلن	رمل مثمن محذوف
۲۷	سوم	فاعلاتن فاعلاتن	رمل مربع سالم
۲۸	بدّن مالا	فَعلن چار بار	صوت الناقوس
۲۹	مدلیکھا	فعلن فاع فعولن	متقارب مسدّس اثرم مجبق مقبوض
۳۰	من ہنس	متفاعلن تین بار	مسدّس سالم
۳۱	پنچ چامر	مفاعلن چار بار	ہزج مثمن مقبوض
۳۲	منجری	فعلن فعلن فعلن فاع فعولن فاع فعولن فعلن	متقارب مثمن مضاعت اثرم مقبوض مجبق
۳۳	گُرنا	فاع فعول فعول فعول فعول فعول فعل	متقارب اثرم مقبوض محذوف (ہفت رکنی)
۳۴	گیت	متفاعلن چار بار	بحر کامل مثمن سالم

۳۵	دَنڈکا	فاعلات پانچ بار	بحرِ رمل مکفوف
۳۶	مَندِرا سندریانی	فاع فعول فعول فعول فعول فعول فعول فعل	متقارب اثرم مقبوض محذوف سولہ رکنی
۳۷	دویلا	فَعِلن آٹھ بار	متدارک مخبون مثمن المضاعف
۳۸	مہا بھجنگ پرِیات	فعولن آٹھ بار	متقارب مثمن المضاعت
۳۹	اَملا یا سندری	فَعِلن آٹھ بار فَعِلن آٹھ بار	غریب مخبون احذ خلاف استعمال
۴۰	کُمستَبک	فَعِلن نو بار	خلاف استعمال
۴۱	میں کبت	مفاعلن آٹھ بار	ہزج مقبوض مثمن المضاعف
۴۲	بھدر براٹھ	مفعول مفاعلن فعولن	ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف

ماترا برت چھند

شمارہ	ہندی بحر	ارکان	اُردو بحر
۱	کاما	فعلن	متدارک مخبون مسکن
۲	شش	فعولن	متقارب
۳	رام	فعلاتن	رمل مخبون
۴	شبھ گت	مفاعیلن فاعلاتن	
۵	ہاری	فعلن فعولن	متقارب مربع اثلم
۶	تومر	متفاعلن فعلات	کامل مربع احذ مسبغ
۷	نراچکا	مستفعلن مفاعلن	رجز مربع مخبون
۸	ہاکلکا	فاع فعول فعول فعل	متقارب اثرم مثمن
۹	ڈارل	فاع فعول فعول فعولن	متقارب مثمن اثلم یا اثرم محبق
۱۰	دھاری	فعول فعول فعول فعولن	متقارب مقبوض

علم قافیہ

جب تک فنون لطیفہ میں پوری لطافت پیدا نہیں ہوتی شعر میں بھی ناہمواری رہتی ہے۔ قافیے کے لئے جو پابندیاں قرار دی گئی ہیں۔ وہ اسی اصول پر بنی ہیں جن سے اب قافیہ اصول فطرت اور آئین تمدن کے موافق ہو گیا ہے۔ اُردو میں قافیے بہ کثرت ہیں اس لئے قافیے کے ترک کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ عربی فارسی اصول کی پوری پیروی بھی اُردو زبان کی ساخت کی مطابق نہیں۔ لہذا صرف ان ہی اصول کی اتباع مفید ہے جو اُردو شاعر سے فطری مناسبت رکھتے ہیں۔

تعریف قافیہ۔ وہ معین حروف جو مختلف الفاظ میں مطلع اور بیت کے ہر مصرع اور ہر شعر کے دوسرے مصرع کے آخر میں مکرر آئیں اور مستقل نہ ہوں قافیہ کہلاتے ہیں۔

دلّی مرحوم ہاں اے مخزنِ علم و ہنر — تجھ کو بھی کچھ یاد ہے وہ عہد فیروزی اثر
اہل دہلی جن کے دم سے فی الحقیقت ہے مراد — ان کی بزمِ کامرانی ہوگئی زیر و زبر (آفتاب)

ان اشعار میں پہلا شعر مطلع ہے جس کے دونوں مصرعوں میں ہنر اور اثر قافیہ ہے۔ اور دوسرے شعر کے صرف دوسرے مصرع میں زبر قافیہ ہے۔

حکم۔ جس قافیے کی بعد ردیف بھی ہو اسے حکم کہتے ہیں۔ مثلاً

کوبہ کو چرچے ہیں رسوائی بہت — اپنی نادانی بھی کام آئی بہت (نعیم)
دیکھنا پھر ان کی جانب دیکھنا — ایک وہ ہیں اور تماشائی بہت (اخلاق)

ان اشعار میں رسوائی۔ آئی اور تماشائی قافیہ اور بہت ردیف ہے اس لئے یہ قافیے حکم ہیں۔

۲۔ الفاظِ قافیہ

الفاظ قافیہ تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔

۱۔ لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ مثلاً زرد اور درد کا قافیہ کہ ان دونوں کے معنی بھی مختلف ہیں اور لفظ بھی۔

۲۔ معنی کے اعتبار سے مختلف ہوں اور لفظ کے اعتبار سے مختلف نہ ہوں۔ مثلاً آہنگ ایک قافیہ میں بہ معنی ارادہ اور دوسرے میں بہ معنی آواز ہو۔

۳۔ لفظ کے اعتبار سے مختلف ہوں اور معنی کے اعتبار سے مختلف نہ ہوں۔ مثلاً سرد اور برد کہ دونوں کے معنی (ٹھنڈ) ایک ہیں مگر لفظ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

۳۔ حروفِ قافیہ

قافیے کے نو حروف ہیں۔ حرفِ تاسیس و دخیل و قید و ردف اور روی بعد ازاں وصل و مزید[1] اور خروج و نائرہ

نوٹ قافیے کا اصلی حرف روی ہے باقی چار اس سے پہلے اور چار اس کے بعد آتے ہیں۔ روی کا ہونا ضروری ہے۔

روی۔ (اسباب باندھنے کی رسی) قافیہ کے اصلی اور آخری حرف کو روی کہتے ہیں جیسے تقریر اور تحریر میں ر ہے۔ روی قافیے کی جڑ ہے اس کے بغیر قافیہ نہیں ہوتا۔

۴۔ حرفِ اصلی و حرفِ زائد

اصلی۔ وہ حرف ہے جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی ہو جائے جیسے تقریر کی ر علیحدہ کرنے سے تقری بے معنی لفظ رہ جاتا ہے۔ نیز روی سے پہلے جو حُرفِ قافیہ ہوتے ہیں انھیں بھی حروفِ اصلی ہی کہتے ہیں۔

---

[1] مولانا صہبائی نے مزید کو مقدم اور خروج کو موخر رکھا ہے مگر جملہ دیگر اہلِ فن نے خروج کو مقدم اور مزید کو موخر کیا ہے، ہم نے صہبائی کی اتباع کی ہے۔

زائد۔ وہ حرف جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی نہ ہو جیسے چھوڑا میں الف زائد ہے جس کے علیحدہ کرنے سے چھوڑ بے معنی نہیں ہوتا چنانچہ اس میں ڑ حرف اصلی ہے اور الف حرفِ زائد۔
نوٹ بعض مرتبہ حرفِ زائد بھی حرفِ روی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے حرفِ اصلی سمجھ لیا جاتا ہے جیسے خالی اور سالی میں کہ خالی کی ی اصلی اور سالی کی زائد ہے جو قافیے میں اصلی کے قائم مقام ہوگئی ہے۔

نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی ہر ایک عالمِ شوق میں تھی کھڑی (میر حسن)

جڑی میں ی زائد ہے اور کھڑی میں اصلی ہے

۵۔ حروفِ قافیہ کی تقسیم

چار حرف روی سے پہلے اور چار بعد میں آتے ہیں۔ قافیے میں حرف روی کا ہونا ضروری ہے۔ باقی حروف کا ہونا ضروری نہیں۔ دو چار بھی ہو سکتے ہیں اور کم و بیش بھی۔

۶۔ حروفِ اصلی و وصلی

جو حروف حرفِ روی سے پہلے بلا فاصلہ آتے ہیں انھیں حروفِ اصلی کہتے ہیں اور جو حروف حرفِ روی کے بعد بلا فاصلہ آتے ہیں انھیں حروفِ وصلی کہتے ہیں۔

۷۔ قافیے کے حروفِ اصلی

وہ حروف جو حرفِ روی سے پہلے بلا فاصلہ آتے ہیں یہ ہیں ا۔ تاسیس ۲۔ دخیل ۳۔ رِدف ۴۔ قید

تاسیس[۱]۔ (بنیاد رکھنا) وہ ساکن الف جو روی سے پہلے آئے اور اس کے اور روی کے درمیان ایک متحرک حرف ہو جیسے قابل اور قاتل میں الف ہے۔

[۱] ہر قافیے میں حرفِ تاسیس کا لانا ضروری نہیں البتہ اگر مطلع میں پابندی کی گئی ہے تو ضروری ہے۔

دخیل[۲]۔ (بیچ میں آنے والا) وہ متحرک حرف جو روی اور تاسیس کے درمیان آئے جیسے قابل اور قاتل میں ب اور ت ہے۔

رِدف[۳] یا رِدف مطلق۔ (پیچھے پیچھے آنا) وہ حرفِ مدّہ جو روی سے پہلے بلا فاصلہ آئے ردف کہلاتا ہے۔

حرفِ مدّہ۔ وہ ساکن حرفِ علت (و۔ا۔ی) جس سے پہلے حرف کی حرکت اس کے مطابق ہو۔ الف سے پہلے زبر ہو واؤ سے پہلے پیش ہو اور ی سے پہلے زیر ہو مثلاً جمال، ولال میں الف یا تاخیر وگیر میں ی اور قبول، رسول میں واؤ ردف ہے کیونکہ یہ حرفِ روی سے پہلے بھی ہیں حرفِ علت بھی ہیں اور ان سے پہلے حرف پر جو حرکت ہے وہ ان کے موافق بھی ہے۔

۸۔ اقسامِ رِدف

قافیے میں کبھی ایک رِدف ہوتا ہے اور کبھی دو چنانچہ جب ایک ہوتا ہے جیسے جمال میں الف تاخیر میں ی اور قبول میں واؤ اُسے رِدف مطلق یا رِدف علی الاطلاق یا صرف رِدف کہتے ہیں۔

۹۔ رِدف اصلی و رِدف زائد

جب قافیہ میں دو رِدف معنی روی اور رِدف کے درمیان کوئی اور ساکن حرف ہوتا ہے تو پہلے حرفِ رِدف کو اصلی اور حرفِ ساکن کو جو روی اور رِدف اصلی کی درمیان ہوتا ہے۔ رِدف زائد کہتے ہیں جیسے گوشت اور دوست میں ت حرفِ روی واؤ رِدف اصلی اور ش، س رِدف زائد ہیں۔

نوٹ رِدف زائد کو روی سے ملا کر روی مضاعت بھی کہتے ہیں۔

---

[۲] ہر قافیے میں دخیل کی تخصیص ضروری نہیں کامل جاہل اور دل کا قافیہ ہوسکتا ہے البتہ لازم قرار دے لیں تو پابندی کرنی چاہیے۔ [۳] اُردو میں اختلاف ردف جائز نہیں۔

۱۰۔ رِدفِ زائد کے چھ مخصوص حروف

ش ، ر ، ف ، س ، خ ، ن (شرف سخن)

یہ چھ ساکن حروف رِدف اور روی کے درمیان آتے ہیں اور رِدف زائد کہلاتے ہیں۔

قید۔ (بندش) حرفِ مدّہ کے علاوہ وہ حرفِ ساکن جو بلا فاصلہ روی سے پہلے آئے جیسے ابراور طور میں ب اور رواؤ ہے۔

نوٹ اگر حرفِ علت سے پہلے حرف کی حرکت اس کے موافق نہ ہو مثلاً الف سے پہلے زبر واؤ سے پہلے پیش اور ی سے پہلے زیر نہ ہو اور وہ بلا فاصلہ حرف روی سے پہلے ہو تو وہ قید ہوگا۔ رِدف نہ ہوگا قافیے میں قید کی پابندی لازمی ہے۔

۱۱۔ قید کے بارہ مخصوص حروف

یہ بارہ ساکن حروف بلا فاصلہ روی سے پہلے آتے ہیں اور حروفِ قید کہلاتے ہیں۔

باؤ خاؤ راؤ زاؤ سیس شین غین وفاؤ نون واؤ وہاؤ ویا

ب خ ر ز س ش غ ف ن و ہ ی

۱۲۔ قافیے کے حروفِ وصلی

قافیے کے وہ چار حروف جو روی کے بعد بلا فاصلہ آتے ہیں۔ اور اصلی نہیں ہوتے انھیں وصل ، مزید ، خروج ، نائرہ کہتے ہیں۔

وصل (ملنا) وہ حروف جو روی کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے بیماری اور گرفتاری میں ی حرفِ وصل ہے۔

۱۳۔ روی اور وصل کا فرق

حرفِ روی کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی ہو جاتا ہے اور حرفِ وصل کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی نہیں ہوتا مثلاً تقریر میں آخری حرف ر حرف روی ہے۔ جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی ہو جاتا ہے اور بیماری میں آخری حرف ی حرفِ وصل ہے۔ جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی نہیں ہوتا۔

مزید۔(زیادہ) وہ حرف جو وصل کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے جاناں میں ن حرفِ وصل ہے اور اس کے بعد کا الف مزید ہے۔ اور پہلا الف جو ج سے متصل ہے حرفِ روی ہے۔

خروج۔ (باہر آنا) وہ حرف جو مزید کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے کہے گا میں ہ حرفِ روی ے حرفِ وصل اور گ حرفِ مزید الف حرف خروج ہے۔

نائرہ۔ وہ حرف جو خروج کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے کہوں گا میں ہ حرفِ روی و حرفِ وصل ں حرفِ مزید گ حرفِ خروج الف حرفِ نائرہ ہے۔

نوٹ مولانا صہبائی نے لکھا ہے کہ وصل کے سوا مزید، خروج اور نائرہ اُردو اشعار میں نہیں آتے۔ مولانا نجمی بحر الفصاحت صفحہ ۳۰۶ میں لکھتے ہیں کہ یہ قول تحقیق کی خلاف ہے۔ مرزا قتیل نے ثابت کیا ہے کہ اُردو میں بھی آتے ہیں جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے۔

۱۴۔ حرکاتِ قافیہ

زیر۔ زبر۔ پیش کو حرکات کہتے ہیں۔ قافیے میں ان کی چھ حالتیں ہیں اور چھ ہی نام ہیں۔

رَس (ابتدا کرنا) الف تاسین سے پہلے حرف کی حرکت (زبر) کو رَس کہتے ہیں۔ جیسے کامل اور ماہر میں الف سے پہلے حرف کی حرکت (زبر) رَس ہے۔

اِشباع۔ (قید کرنا) حرفِ دخیل کی حرکت کو اِشباع کہتے ہیں۔ جیسے کامل اور مادر میں م اور د کی حرکت ہے۔ حرکت اِشباع کی پابندی ضروری ہے۔ اگر روی متحرک ہو تو اختلاف اِشباع جائز ہوگا۔

حذو۔ (دو چیزوں کو برابر کرنا) رِدف اور قید سے پہلے حرف کی حرکت کو حذو کہتے ہیں۔ جیسے شمار اور ہند میں م اور ہ کی حرکت رِدف میں حرکت حذو کا اختلاف جائز نہیں، چنانچہ دلیل اور طفیل ہم قافیہ نہیں ہو سکتے۔ البتہ اگر روی متحرک ہو تو قید میں اختلاف جائز ہے ورنہ قید میں بھی جائز نہیں۔

توجیہہ۔ (مونھ پھیرنا) اس روی ساکن کے پہلے حرف کی حرکت کو توجیہہ کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی حرفِ قافیہ نہ ہو جیسے علَم میں ل کی حرکت توجیہہ ہے۔ حرکت توجیہہ کا اختلاف جائز نہیں۔

مجریٰ۔ (جاری ہونے کی جگہ) حرفِ روی کی حرکت کو مجریٰ کہتے ہیں جیسے آختری اور افسری میں ر کی حرکت (زیر) مجریٰ ہے۔ حرکت مجریٰ کا اختلاف جائز نہیں۔

نفاذ۔ (فرمان جاری کرنا) حرفِ وصل کی حرکت کو نفاذ کہتے ہیں جیسے بنانے میں ن کی حرکت (زیر) نفاذ ہے۔ مزید، خروج اور نائرہ کی حرکت کو بھی نفاذ ہی کہتے ہیں ان کا اختلاف جائز نہیں۔

۱۵۔ اَوصافِ روی

روی مقید۔ روی ساکن کو روی مقید کہتے ہیں جیسے سر اور بر میں ر روی مقید ہے۔

روی مطلق۔ وہ حرفِ روی جو حرفِ وصل کی وجہ سے متحرک ہو اُسے روی مطلق کہتے ہیں جیسے کرے اور دھرے میں ر روی مطلق ہے اور ے حرفِ وصل ہے۔

روی مجرد۔ وہ حرفِ روی جس کے آس پاس حروفِ قافیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے در۔ ڈر اور گر۔

۱۶۔روی مقید کی قسمیں

روی مقید مع رِدف۔وہ ساکن روی جس کے ساتھ حرفِ رِدف ہو جیسے کار اور بار میں الف رِدف اور ر حرفِ روی مع رِدف ہے۔

روی مقید مع قید۔ وہ روی ساکن جس کے ساتھ حرفِ قید ہو جیسے مست میں س حرفِ قید اور ت حرفِ روی مع قید ہے۔

روی مقید مع تاسین۔ وہ ساکن روی جس کے ساتھ حرفِ تاسیس ہو جیسے کامل میں الف حرفِ تاسیس م حرفِ دخیل اور ل حرفِ روی مع تاسیس ہے۔

۱۷۔روی مطلق کی قسمیں

روی مطلق مع رِدف۔وہ متحرک روی جس کے ساتھ کوئی حرفِ مدہ (رِدف) ہو جیسے باری میں ر متحرک روی مطلق الف حرفِ مدہ (رِدف) اور ی حرفِ وصل ہے۔

روی مطلق مع قید۔وہ متحرک روی جس کے ساتھ کوئی حرفِ قید ہو جیسے مستی میں س حرفِ قید ت (متحرک) حرفِ روی مع قید اور ی حرفِ وصل ہے۔

روی مطلق مع تاسین۔وہ متحرک روی جس کے ساتھ کوئی حرفِ تاسیس ہو جیسے کاہلی میں الف حرفِ تاسیس ہ حرفِ دخیل ل (متحرک) حرفِ روی مع تاسیس اور ی حرفِ وصل ہے۔

۱۸۔ عیوبِ قافیہ[1]

حرفِ روی اصلی وزائد۔ ایک قافیے میں حرفِ روی اصلی ہواور دوسرے میں حرفِ زائد کو بہ تکلف روی بنالیا جائے جیسے گالی کا قافیہ لالی ہو کہ گالی میں ی حرفِ روی اصلی ہے اور لالی میں ی نسبتی اور زائد ہے۔

حرفِ روی ساکن[2] ومتحرک۔ ایک قافیے میں حرفِ روی ساکن ہواور دوسرے میں متحرک جیسے بےتاب غیر اور تابہ غیر میں پہلا حرفِ روی ب ساکن ہے اور دوسرے میں متحرک۔

اِقویٰ۔ (سامان ختم کرنا) حرکت توجیہہ (روی سے پہلے کی حرکت) کا اختلاف جیسے سَم (زہر) سُم (گھوڑے کا کھر) میں م حرفِ روی ہے اور اس سے پہلے حرف س کی حرکت مختلف ہے۔

اِکفا۔ (ہم نسل ہونا) حرفِ روی کا مختلف ہونا جیسے آپ اور کتاب میں ب اور پ یا سیاہ و صباح میں ہ اور ح حرفِ روی مختلف ہیں۔

اختلافِ رِدف۔ حرفِ رِدف کا مختلف ہونا جیسے کار اور دور میں الف اور واؤ حرفِ رِدف مختلف ہیں۔

اختلافِ قید۔ حرفِ قید کا اختلاف خواہ قریب المخرج ہوں جیسے شہر اور بحر میں ہ اور ح حرفِ قید قریب المخرج ہیں۔ اور خواہ قریب المخرج نہ ہوں جیسے شعر اور عمر میں ع اور م بعید المخرج ہیں ان دونوں میں سے پہلا عیب (مولانا صہبائی کے نزدیک) زیادہ معیوب نہیں۔

اختلافِ اِشباع۔ حرکت اِشباع (حرفِ دخیل کی حرکت) کا اختلاف بہ شرطے کہ روی مقید ہو جیسے کامل اور تجاہل میں م اور ہ کی حرکت کا اختلاف ہے۔

اختلافِ حذو۔ حرکت حذو (حرفِ رِدف اور قید سے پہلے حرف کی حرکت) کا اختلاف جیسے نور اور دور کا قافیہ کیا جائے۔ نوٹ اختلافِ قید اختلافِ اِشباع اور اختلافِ حذو کو سناد[3] کہتے ہیں۔

---

[1] عیوبِ قافیہ میں یہ بعض کے نام معین ہیں اور بعض کے نہیں۔ [2] اس عیب کو غلو کہتے ہیں۔ [3] مخالفت

ایطا یا شائگان ۔ (پامال کرنا) ایک قافیے کو دو بار یا کئی بار لانا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ ایطائے خفی ب۔ ایطائے جلی

ا۔ ایطائے خفی ۔ وہ قافیہ جس میں حرفِ زائد مکرر آئے مگر یہ خوبی ظاہر نہ ہو جیسے دانا اور بینا میں الف زائد اور مکرر ہے۔ مگر کثرتِ استعمال کی وجہ سے خوب ظاہر نہیں بلکہ کلمے کا جزو معلوم ہوتا ہے۔

ب۔ ایطائے جلی ۔ وہ قافیہ جس میں کوئی کلمہ مکرر آئے اور یہ خوبی ظاہر ہو جیسے دردمند اور حاجت مند میں مند مکرر اور ظاہر ہے۔

نوٹ ۔ قصیدے اور غزل وغیرہ میں چند اشعار کے بعد پھر وہی قافیہ لایا جا سکتا ہے جو پہلے لایا جا چکا ہے مگر مطلع و بیت کے دونوں مصرعوں یا ایک شعر کے بعد دوسرے شعر میں لانا جائز نہیں۔

تضمین ۔ قافیے کا بہ اعتبارِ معنیٰ بعد میں آنے والے قافیے پر موقوف ہونا جیسے ۔

رکھتا تو ہے ہر چند ستم گر تو پا عاشق کے مزار پر جفا سے اِلّا
اتنا بھی سمجھ لے کہ دلِ سوختہ کا وہ شعلہ بھڑکتا ہے کہ سوزاں ہی گیا

اِلّا کا تعلق آخری مصرع کے قافیے گیا سے ہے اس سے پہلے مطلب پورا نہیں ہوتا۔

نوٹ ۔ مولانا صہبائی اسے عیب نہیں بناتے۔

تغیّر ۔ اشارہ کیے بغیر غزل یا قصیدہ میں قافیہ بدل دینا اگر اشارہ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

قافیہ معمول یا معمولہ ۔ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کر کے ایک جز کو قافیہ اور دوسرے کو ردیف بنانا۔

وہ شوخِ سیم تن مرے ملنے سے کیا ہو خوش نے اشرفی ہے پاس مرے اور نہ روپے

اس کے اور اشعار میں پیے ردیف اور تو، لہو قافیے ہیں اس شعر میں رو کو قافیہ اور پے کو ردیف بنا لیا ہے جو ایک لفظ کے دو جز ہیں اور یہ معیوب ہے۔

۱۹۔اقسام قافیہ بہ اعتبارِ وزن

مترادف۔ وہ قافیہ جس کے آخر میں[1] دو ساکن حرف متّصل ہوں جیسے اسیؔر اور امیؔر میں یؔ اور رؔ دو ساکن متصل ہیں۔

متواتر۔ وہ قافیہ جس میں دو ساکن حروف کے درمیان ایک متحرک حرف ہو جیسے دشمن میں شؔ اور نؔ دو ساکن حروف کے درمیان مؔ ایک متحرک حرف ہے۔

متدارک۔ وہ قافیہ جس میں آخر کے دو ساکن حروف کے درمیان دو متحرک حروف ہوں جیسے فیصلہ میں یؔ اور ہؔ دو ساکن حروف ہیں اور ان کے درمیان صؔ اور لؔ دو متحرک حروف ہیں۔

متراکب۔ وہ قافیہ جس میں آخر کے دو ساکن حروف کے درمیان تین متحرک حروف ہوں جیسے روزِازل میں وؔ اور لؔ دو ساکن حروف کے درمیان زؔ، اؔ، زؔ تین متحرک حروف ہیں۔

متکادس۔ وہ قافیہ جس میں آخر کے دو ساکن حروف کے درمیان چار متحرک ہوں۔اُردو فارسی میں کوئی مثال نہیں ملتی یہ عربی سے مخصوص ہے۔

[1] ساکن آخر سے مراد آخری جز ہے۔

ردیف[1]

حسن وزیبائش کے علاوہ اُردو شاعری میں خیالات کی وسعت رنگینی اور تنوع کا بڑا سبب ردیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قسم کے گونا گوں خیالات مردف شاعری میں پائے جاتے ہیں اور شاعری میں ان کا پتہ بھی نہیں۔

ردیف کے بدلنے سے قافیے کی حیثیت بدل جاتی ہے اور ایک ہی قافیہ کئی طریق سے بندھ سکتا ہے جس سے مضامین وسعت اور رنگینی پیدا ہو جاتی ہے۔ ردیف جتنی خوشگوار اور اچھوتی ہوئی ہے۔ تنا ہی ترنم اور موسیقیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

تعریف۔ وہ کلمہ کلام یا حرف جو قافیے کے بعد مکرر اور مستقل آئے جیسے تقریر ہوتی ہے۔ تصویر ہوتی ہے میں تقریر اور تصویر قافیے اور ہوتی ہے ردیف ہے۔ ردیف عموماً متحد المعنی ہوتی ہے مگر کبھی مختلف المعنی بھی ہوتی ہے جیسے اشعارِ ذیل میں ہے۔

قوم کی خدمت ہے وجہ افتخار — منزلت ہر سو نظر آئی بہت
نور کی دنیا میں اب رہتا ہوں میں — دل کے ہاتھوں منزلت پائی بہت
میں کہاں وہ حسن کی دنیا کہاں — یاد میری آئی تو آئی بہت

پہلے دو شعروں میں ردیف بہت بہ معنی زیادہ اور تیسرے میں بہ معنی استعجاب ہے اور ردیف کے مختلف المعنی ہونے میں مضائقہ نہیں البتہ لفظاً اختلاف جائز نہیں لیکن اگر اشارۃً ظاہر کر دیا جائے تو پھر جائز ہے۔ کبھی تمام شعر قافیہ اور ردیف ہی ہوتا ہے۔ مثلاً

سر اپنا نثار فرقِ جاناں کیجئے — زر اپنا نثارِ فرقِ جاناں کیجئے

سر اور زر قافیہ اپنا نثارِ فرقِ جاناں کیجئے ردیف ہے۔

---

[1] ایک گھوڑے پر سوار کے پیچھے سوار ہونا۔

ردیف حاجب۔ وہ ردیف جو دو قافیوں کے درمیان آئے۔

چھٹنا ترا غیر سے ہے یار اب معلوم ہم پھرتے ہیں بہر دیار اب محروم

یار اور دیار اور معلوم و محروم قافیے ہیں جن کے درمیان اب ردیف حاجب ہے۔

تقابل ردیف۔ مطلع کے سوا ردیف کو پہلے مصرع میں نہیں لانا چاہیئے۔ البتہ اگر ردیف کا کوئی جز پہلے مصرع کے آخر میں آجائے تو مضائقہ نہیں۔

نوٹ۔ شعر میں قافیہ کی پابندی لازم ہے ردیف کا لانا ضروری نہیں شعر بلا ردیف بھی ہوسکتا ہے اور جس شعر میں ردیف ہوتی ہے اسے مردّف کہتے ہیں۔

سرقاتِ شعری

تعریف۔ کسی دوسرے شاعر کے شعر کو بعینہٖ یا لفظی و معنوی اول بدل سے اپنا کر لینا سرقہ شعر کہلاتا ہے۔

سرقاتِ شعری کی دو قسمیں ہیں الف۔ سرقہ ظاہر ب۔ سرقہ غیر ظاہر

سرقہ ظاہر کی قسمیں

نسخ وانتحال۔ بعینہٖ دوسرے شاعر کے شعر کو اپنا کر لینا اور یہ بہت بڑا عیب ہے۔

مسخ واغارہ۔ لفظی اول بدل سے دوسرے شاعر کے شعر کو اپنا کر لینا۔ اگر دوسرے شعر کی ترتیب پہلے سے بہتر ہو تو سرقہ نہیں ترقی ہے اور یہ جائز ہے ورنہ نہیں۔

المامِ سلخ۔ دوسرے شاعر کے شعر کا مضمون اپنے الفاظ میں ادا کر کے اپنا کر لینا۔

توارد۔ دو شاعروں کے شعر کا لفظی و معنوی اعتبار سے بلا اطلاع اُرادہ اتفاقاً یکسا ہونا۔ یہ سرقہ نہیں تیزی فکر کے باعث ایسا ہو جاتا ہے۔

سرقہ غیر ظاہری کی قسمیں۔ سرقہ غیر ظاہر معیوب نہیں بلکہ اگر اچھا تصرف ہے تو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔

۱۔ دو شاعروں کے اشعار میں معنوی مشابہت کا ہونا۔
۲۔ ایک کے شعر میں دعویٰ خاص ہو اور دوسرے کے شعر میں عام۔
۳۔ کسی کے مضمون کو تصرف سے نقل کرنا۔
۴۔ دوسرے شعر کے مضمون کا پہلے شعر سے متضاد و مخالف ہونا۔
۵۔ پہلے شعر کے مضمون میں مستحسن تصرف کرنا اور یہ بہت مستحسن ہے۔

تضمین واقتباس

تعریف۔ دوسرے کے کلام کو شامل کر لینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ دوسرے کے کلام کو اپنے کلام میں اس طرح شامل کر لینا کہ یہ معلوم ہو کہ یہ دوسرے کا کلام نہیں۔
۲۔ دوسرے کے کلام کو اپنے کلام میں اس طرح شامل کرنا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ اسی کا کلام ہے بلکہ اشارۃً بتا دینا کہ یہ دوسرے کا کلام ہے۔ مثلاً ؎

دردؔ نے گویا کہا تھا یہ انھیں کے واسطے اپنے اپنے بوریئے پر جو گدا تھا شیر تھا

ہدایت۔ جب تک باوثوق ذرائع سے یہ علم نہ ہو کہ سرقہ کیا گیا ہے اس وقت تک کسی شعر پر سرقہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

شعر کہنے کے قاعدے

شاعری کا جذبہ خداداد چیز ہے جو خالی سیکھنے سکھانے سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ جس کسی کو یہ جذبہ عطا ہوتا ہے اس کی طبیعت کو اس فن شریف سے فطری مناسبت ہوتی ہے۔ اور جس کی طبیعت میں یہ مادہ ہوتا ہے اس کے دل میں شعر کہنے کی خواہش چٹکیاں لیتی اور شعر کہنے کے لیے ابھارتی رہتی ہے۔

چناں چہ جب وہ اس راہ میں قدم رکھتا ہے تو اس کی طبیعت راہ دینے لگتی ہے اسے لطف آنے لگتا ہے حتیٰ کہ مشکلات سے بھی جی نہیں چراتا بلکہ اسے ان مشکلات سے دوچار ہونے میں مزا آتا ہے اور ان کو حل کرنے میں اس کا دل لگتا ہے اور تھوڑی سی مشق سے اسے وہ وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں جو کسی ایسے شخص کو جس کی طبیعت کو اس سے لگاؤ نہ ہو مدت کی مشق سے بھی حاصل نہیں ہوتیں۔

الغرض اس راہ میں ان ہی لوگوں کو قدم آگے بڑھانا چاہیئے جن کی طبیعت میں یہ مادہ ہے اور وہی اچھے شاعر بن سکتے ہیں ورنہ پرہیز کرنا چاہیئے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ انھیں یہ سودا نہیں۔

ا۔ موزُونیت

شعر کو صحیح ڈھنگ سے پڑھنے اور ادا کرنے کو موزونیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شعر کو اس طرح پڑھا جائے کہ جن حروف و حرکت کو شعر میں دبا کر اور کھینچ کر ادا کیا گیا ہے انھیں بعینہ دبا کر اور کھینچ کر ہی ادا کیا جائے۔ اس میں سرمو فرق نہ ہو۔

یہ موزونیت شاعری سے فطری مناسبت کی نمایاں علامت سمجھی جاتی ہے چنانچہ یہ دیکھنے میں آیا ہے بعض ان پڑھ اور کم عمر بچے جن کی طبیعت کو شعر سے لگاؤ ہوتا ہے بعض ایسے شعروں کو موزوں

پڑھ دیتے ہیں جو بعض فاضلوں سے بھی موزونیت کے ساتھ پڑھے نہیں جاتے ہیں۔

لہٰذا اگر موزونیت میں قدرے کمی ہو یا شرم دامن گیر ہو۔تو شعر کو بار بار پڑھنا چاہیئے۔اس سے یہ کمی رفع ہو جائے گی اور جھجک نکل جائے گی اور شعر موزوں پڑھا جانے لگے گا۔

۲۔مطالعہ

شعر کہنے کے لیے صرف فطری مناسبت اور موزونیت ہی کافی نہیں بلکہ اس جذبے کو قوت پہچانے اور استعداد بڑھانے کے لیے مطالعہ کی بھی ضرورت ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ مطالعہ کتب اور مطالعہ کائنات۔

۳۔مطالعہ کتب

ابتدائی حالت میں صرف ونحو سے واقفیت اور علم عروض سے آگاہی درکا ہے۔عروض میں اتنی مہارت ہو کہ مروج بحروں کے اشعار کی تقطیع کرنی آجائے اور اگر علم بیان اور علم بدیع میں قدرے دست رس ہو تو بہت مفید ہے۔مگر رفتہ رفتہ مطالعہ کو وسیع کرنا چاہیئے اور زبان میں صفائی اسلوب میں ندرت اور خیالات میں بلندی پیدا کرنے کے لیے مستند اہل زبان کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کر تے رہنا چاہیئے۔

۴۔مطالعہ کائنات

مطالعہ کتب کے علاوہ براہِ راست اور بذاتِ خود نسخہ کائنات کا مطالعہ بلکہ فطرت انسانی کا مطالعہ خاص طور پر کرنا چاہیئے۔اور انسان کی ان مختلف حالتون کو بہت گہری نظر سے دیکھنا چاہیئے جو مختلف اوقات میں اس کو پیش آتی ہیں۔اور ان کیفیات تک رسائی حاصل کرنے چاہیئے جو عام نگاہوں سے پوشیدہ ہوتی ہیں اور اس سرمایہ معلومات کو اپنی یادداشت کے خزانے میں محفوظ رکھے اور ضرورت کے وقت اس سے کام لے۔

۵۔مصرع لگانا

جب معلومات کی یہ منزلیں طے ہو جائیں تو کسی استاد کا دیوان یا کوئی نظم کی کتاب لے کر کھولنی چاہیئے۔اور پہلے مصرعوں کو کسی کاغذ وغیرہ سے چھپا لینا چاہیئے بعد ازاں دوسرے مصرع کے مطابق جو خیال ذہن میں آئے اسے نظم کرنا چاہیئے۔نظم کرنے یا مصرع موزوں کرنے کا طریقہ تقطیع کرنے سے خود بہ خود آجاتا ہے۔

غرض کہ اس طرح پوری غزل کے دوسرے مصرعوں پر نئے مصرع لگا لینے چاہئیں اور جب اس سے فراغت مل جائے تو ہر ہر مصرع کو پرکھنا چاہیئے اور تقطیع کر کے دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ بحر پر ٹھیک اترتے ہیں یا نہیں۔اور موزوں ہیں یا نہیں اگر موزوں نہ ہوتو الفاظ کے ردو بدل سے انھیں ٹھیک اور موزوں کر لینا چاہیئے اور کچھ دنوں تک اسی طرح مشق کرتے رہنا چاہیئے۔
جب موزوں کرنے اور مصرع لگانے میں مہارت پیدا ہو جائے تو پورا شعر کہنے کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔

۶۔قافیے جمع کرنا اور انتخاب کرنا

جب مصرع موزوں کرنے کی اچھی خاصی مشق ہو جائے تو پھر جس بحر میں شعر کہنے ہوں اس کے مطابق سوچ سوچ کر بہتسے قافیے جمع کر لینے چاہئیں۔پھر ان میں سے ایسے قافیوں کو چھانٹ لینا چاہیئے جو شگفتہ اور دل چسپ ہوں۔اور کسی اچھے خیال یا مضمون کو ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں پھر کسی مناسب مضمون یا خیال کے ساتھ انھیں نظم کر دینا چاہیئے۔

۷۔ پہلے دوسرا مصرع کہنا چاہیے پھر پہلا

قافیے کے مناسب حال کوئی خیال یا کوئی مضمون اسی مصرع میں نظم کرنا چاہیئے جس میں قافیہ ہو۔ گویا کہ پہلے دوسرا مصرع کہنا یا موزوں کرنا چاہیئے پھر اس مصرع کی مناسبت سے اس پر مصرع لگانا چاہیئے جو پہلا مصرع ہوگا۔ الغرض شعر کہنے کا قاعدہ یہی ہے کہ پہلے دوسرا مصرع کہا جاتا ہے اور پھر پہلا۔

اگر اس کے خلاف کیا جائے اور پہلے پہلا ہی مصرع کہہ لیا جائے تو دوسرا مصرع لگانا دوبھر ہو جاتا ہے اور اگر لگا بھی لیا جائے تو اس میں وہ چستی اور خوبی نہیں ہوتی جو پہلے مصرع میں ہوتی ہے۔ بلکہ سُست اور بے جوڑ معلوم ہوتا ہے، لہذا پہلے دوسرا مصرع کہنا چاہیئے۔ اور پھر پہلا اور اسی طرح شعر کہنے کی لگاتار مشق کرتے رہنا چاہیئے کچھ دنوں میں بہت سی کمیاں خود بہ خود رفع ہو جائیں گی۔

۸۔ مصرعوں کا باہمی ربط

مضمون کو دونوں مصرعوں میں اس خوبی سے ادا کرنا چاہیئے کہ ایک مصرع کا تعلق دوسرے منقطع نہ ہونے پائے اور مضمون آسانی سے پڑھنے اور سننے والے کی سمجھ میں آجائے بعض اوقات ایک شعر کے دونوں مصرع بہ جائے خود موثر اور زوردار ہوتے ہیں لیکن دونوں میں کوئی ربط نہیں ہوتا اور مضمون الجھ کر رہ جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا عیب ہے اور اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

اسکے لیے ایک مناسب تدبیر یہ ہے کہ نثر بنا کر دیکھ لینا چاہیئے۔ اگر باہمی ربط قائم کرنے کے لیے نثر میں الفاظ کی ضرورت محسوس ہو تو ردوبدل کر کے اس طرح کر لیا جائے کہ مضمون سمجھ میں آسکے اور دونوں مصرع باہم دست وگریباں ہو جائیں۔

ابتدا میں چوں کہ فکر میں پختگی نہیں ہوتی اور نظر تنقید کمزور ہوتی ہے۔ اس لیے صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔ البتہ یہ کمی استاد کی مدد سے احباب کے مشورے سے اور لگاتار مشق و مطالعہ سے رفع ہو سکتی ہے۔

۹۔ شعر کب کہنا چاہیے

شعر کب کہنا چاہیئے اور کس حالت اور کس کیفیت میں کہنا چاہیئے ۔اس کے متعلق مختلف خیالات ملتے ہیں ۔ان میں سے بہترین خیال یہ ہے کہ جب مطالعہ سے یا کسی اثر سے دل بھر پور ہو جائے اور شعر کہنے کی امنگ دل میں موجیں مارنے لگے تو اسی حالت میں جو کچھ کہا جائے گا چوں کہ اس کا اثر دلوں پر ہوگا اور وہ موثر کلام سمجھا جائے گا۔لہذا یہی حالت شعر کہنے کے لیے سب سے زیادہ موزوں حالت ہے۔

۱۰۔ آمد اور آورد

شعر و شاعری کی صحبتوں میں آمد اور آورد یہ دونوں لفظ عام طور سے بولے جاتے ہیں ۔ایسے اشعار کو جو بے تکلف اور قدرتی ساخت کے مطابق ہوتے ہیں ۔آمد کے شعر کہتے ہیں ۔اور جن میں یہ خوبی نہیں ہوتی انھیں آورد کہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی مضمون یا کوئی خیال نظم کیا جاتا ہے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑے سے تامل کے بعد ایسے الفاظ کا چولہ اختیار کر لے جو اس کے لیے فطری لباس کہا جا سکے ۔ورنہ اکثر یہ ہوتا ہے خیالات ایسے الفاظ کا لباس ذرا دیر سے اختیار کرتے ہیں ۔اور ابتدا میں کوئی نہ کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ جو غور و فکر اور حکت و اصلاح سے رفع ہوتی ہے۔

جس خیال کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں زیادہ دیر لگتی ہے اور بار بار حکت و اصلاح سے کام لیا جاتا ہے۔اور اس کی درستی اور صفائی میں زیادہ کوشش کی جاتی ہے اتنا ہی اس کا اسلوب روز مرہ اور محاورے سے قریب ہوتا ہے۔اور وہ بے تکلف اور فطری اسلوب کے مطابق ہوتا ہے۔اور جتنی صفائی اور درستی میں بے پروائی روا رکھی جاتی ہے اتنا ہی شعر آورد معلوم ہوتا ہے اور دلوں پر کم اثر کرتا ہے۔

لہذا جس قدر ہو سکے صفائی اور درستی میں محنت صرف کرنی چاہیئے کیوں کہ اسی میں قبول خاطر و لطف سخن کا راز پوشیدہ ہے۔

اا۔ مشورہ

یہ چند ابتدائی اصول ہیں جو شعر گوئی میں مددگار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ شعر وادب کی ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے جو شعر گوئی میں بہترین معاون بلکہ مشعل راہ ثابت ہوگا۔

مضمون نگاری۔ یہ کتاب الفاظ کا انتخاب، الفاظ کا استعمال، خیالات کی ترتیب اور اسلوبِ بیان سے آگاہی بلکہ شعر کہنے اور مضمون لکھنے میں یکساں مفید اور بہت کا آمد ہے۔

میزانِ سخن۔ اس کا مطالعہ شعر کی خوبیوں اور شعر کی خرابیوں سے آگاہ ہونے کے لیے بہت ہی مفید ہے اور ایک شعر کہنے والے کے لیے اس کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔

مقدمہ شعر و شاعری۔ (خواجہ حاؔلی) یہ اس راہ کے راہ رد کے لیے خضرِ راہ اور بہت زیادہ مفید کتاب ہے۔

بہر حال یہ مختصر معلومات اس باب میں ایک گونہ مفید اور کار آمد ہے۔ اگر شعر گوئی کا شوق رکھنے والے احباب ان قواعد سے کام لیں گے، تو انشااللہ انھیں کام یابی نصیب ہوگی۔

Designed by Mehar Alam 9899419316

KUTUB KHANA ANJUMAN-E-TARAQQI-E-URDU

4181, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-6 (India)

Ph.:011-23276526

E-mail: kkatu@indiatimes.com

Rs.70/-